بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۸	شوال المکرم ۱۴۳۵ھ / اگست ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۱
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی	۲۲
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۲۶
سیرت خلفائے راشدین	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی	۳۱
فرقہ وَاریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدِّ باب کیا ہے	حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب	۳۵
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۰
فضائلِ سورۂ اِخلاص	الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونی	۴۳
ڈیجیٹل تصویر: دارُالعلوم دیو بند کا مؤقف اور ...	حضرت مولانا مفتی زین الاسلام صاحب قاسمی	۴۵
حاصلِ مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۲
حضرت مولانا سیّد محمد اَصلح صاحب اَلحسینی	حضرت مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی	۵۴
اَخبار الجامعہ	مولانا اِنعام اللہ صاحب	۶۴

خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک

رمضان المبارک سے متعلق خانقاہِ حامدیہ کی تفصیلات آئندہ شمارے میں شائع کی جائیں گی، اِنشاء اللہ۔ (اِدارہ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

پوری دُنیا میں فی زمانہ مسلمانوں کی پستی کا سب سے بڑا سبب آپس کی نا اِتفاقی ہے، مال و دولت سے بے تحاشا محبت اور مادّے پر اِنحصار نے رہی سہی کسر بھی نکال کر رکھ دی ہے، تعلق مع اللہ ایک غیر ضروری اور اوپری چیز ہو کر رہ گئی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اُمت کے لیے تعلق مع اللہ اور آپس میں اِتفاق پر بہت زیادہ زور دیا ہے اِن دو چیزوں کے ہوتے ہوئے نہ صرف یہ کہ بڑی سے بڑی مشکل سر کی جا سکتی ہے بلکہ تمام مادّی قوتیں مسخر ہو کر عالمی قیادت کی راہیں ہموار کر دیتی ہیں۔

آج رمضان المبارک کی اَٹھارہ تاریخ ہے ظہر کے بعد مسجدِ حامد میں خانقاہی نظم کے مطابق حلقہ میں جدِ اَمجد حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ کی تصنیف ''صحابہ کرام کا عہدِ زرّیں'' پڑھی جا رہی تھی، تمام شرکاء پورے اِنہماک سے سن رہے تھے، غزوۂ بدر کے موقع پر معرکہ حق و صداقت سے کچھ دیر پہلے ایک جہاں دیدہ کافر نے صحابہ کرام ؓ کی بے سروسامان جماعت کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اُن کے پڑاؤ کے گرد دُور سے چکر لگا کر قریش کی قیادت کو کیا تفصیلات بیان کیں ! پھر اُن پر اِس کا کیا اَثر پڑا ! اور خود ہمارے لیے اِس میں کیا سبق ہے ملاحظہ فرمائیں :

''قبیلہ جمح کا ایک شخص عمیر بن وہب تھا، قریش نے اُس کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی تعداد کا اَندازہ لگائے، عمیر مسلمانوں کے کیمپ کی طرف گھوڑا دوڑاتا ہوا گزرا اور تعداد کا اَندازہ لگالیا پھر آس پاس گھوڑا دوڑا کر دیکھا کہ شاید کسی دُوسرے مقام پر مسلمانوں نے کمین گاہ بنا رکھا ہو مگر پورا میدان صاف تھا۔ عمیر واپس آیا اُس نے رپورٹ دی کہ تعداد زیادہ نہیں ہے، کم و بیش تین سو آدمی ہیں، اُن کی حفاظت کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے، یہ بھی خطرہ نہیں ہے کہ کہیں سے کمک پہنچ جائے گی، سامان بھی پورا نہیں ہے صرف تلواریں لیے ہوئے ہیں۔

مگر صاحبو ! کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے مصائب کے لشکر [1] اُن کے ساتھ ہیں، یثرب کی اُونٹنیاں جن سے پانی کھچوایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی پکھال [2] نہیں بلکہ موت کے اَنبار لادے ہوئے ہیں، یہ مسلمان خاموش ہیں مگر اُن کی صورتوں سے وحشت برستی ہے معلوم ہوتا ہے سب کچھ چھوڑ کر یہاں قربان ہونے کے لیے آئے ہیں بال بچوں میں واپس جانے کا تصور بھی اُن کو نہیں ہے، یقینی بات ہے کہ اُن میں کوئی ایک بھی مارے بغیر نہیں مرے گا۔

صاحبو ! غور کرو اَگر وہ ایک ایک کو مار کر ہی مرے تو سوچو پھر تمہاری زندگی کیا ہوگی، تم میں ہی کے کتنے عزیز ختم ہو چکے ہوں گے۔

حکیم بن حزام [3] قریش کے سنجیدہ مزاج سردار تھے، وہ اِس تقریر سے متاثر ہوئے

---

[1] البلایا. تحمل المنایا (اِبن سعد و اِبن اسحاق) قال فی السیرۃ الحلبیہ. البلایا فی الاصل النوق تبرق علی قبر صاحبھا فلا تعلف ولا تسعے حتی تموت الخ (ج ۲ ص ۱۷۴)

[2] کھال کا بڑا تھیلا جس میں پانی بھر کر جانور کو ڈالتے ہیں۔

[3] بعد میں اِسلام سے مشرف ہوئے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمادیا تھا کہ بیت المال سے جو عطیہ دیا جاتا ہے اگر وہ بلا طلب اور بلا توقع اِستغناءِ نفس کے ساتھ ملے تو اُس میں برکت ہوتی ہے (باقی حاشیہ اَگلے صفحہ پر)

اُنہوں نے خود بھی غور کیا کہ تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لیے ہم روانہ ہوئے تھے وہ مقصد پورا ہو گیا، اَبو جہل نے یہاں پہنچ کر جشن کا اِرادہ کیا تھا اِس کا اِمکان نہیں رہا اَب جنگ کا بہانہ اَگر ہے تو صرف ''حضرمی'' کا خون ہے، عرب کے دستور کے مطابق یہ ہو سکتا ہے کہ خون بہا دِلوادیا جائے اور جنگ کا قصہ ختم کیا جائے۔

حکیم بن حزام نے کچھ اور ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا سب نے اِس کی تائید کی پھر وہ ''عتبہ بن ربیعہ'' کے پاس آئے۔ عتبہ قریش کا سب سے بڑا سردار سب سے بڑا رئیس اور سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا اُس وقت فوج کا سپہ سالار وہی تھا۔ طبیعت [1] کے لحاظ سے سنجیدہ اور اَمن پسند تھا، عمرو بن حضرمی کا حلیف تھا۔ عرب کے قاعدہ کے مطابق اگر کوئی حلیف اپنے پاس سے یا قاتل سے وصول کر کے (خون بہا) اَدا کر دیتا تھا تو قصاص کا مطالبہ ختم ہو جاتا تھا۔

حکیم بن حزام نے عتبہ کے سامنے تجویز رکھی کہ عتبہ بحیثیتِ حلیف ''حضرمی'' کا خون بہا منظور کرلیں اور رقم اپنے پاس سے اَدا کر دیں، اِس میں اُن کی نیک نامی ہوگی اور قومِ قریش مصیبت سے بچ جائے گی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۵) اگر کوئی شخص اِس پر نظر رکھنے لگے تو اُس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے کہ کھا رہا ہے مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ حضرت حکیم نے اِس اِرشاد کو پلے باندھ لیا اور ایسا اِستغناء اِختیار کیا کہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلا کر اِن کی خدمت میں اِن کا حصہ پیش کیا کرتے تھے مگر یہ معذرت کر دیا کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضرین کو شاہد بنایا کرتے تھے کہ میں اِن کا حصہ پیش کر رہا ہوں مگر یہ منظور نہیں کرتے خدا کے یہاں گواہ رہنا۔ (بخاری شریف ص ۴۴۵)

[1] اِسی موقع کی بات ہے کہ عتبہ اپنے سرخ اُونٹ پر سوار میدانِ بدر کا چکر لگا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی نظر اُس پر پڑی تو آپ نے فرمایا فوجِ قریش میں کوئی بھلا آدمی ہے تو یہی سرخ اُونٹ والا ہے اگر اِس کے مشورہ پر عمل کریں تو اُنہیں سعادت میسر آجائے اِنْ یُّطِیْعُوْہُ یُرْشَدُوْا . (اِبن اِسحاق بدایہ ص ۲۰۱۸ وسیرۃ اِبن ھشام)

عتبہ بن ربیعہ نے بڑی خوشی سے یہ تجویز منظور کرلی اور وعدہ کرلیا کہ صرف خون بہا نہیں بلکہ عمرو بن حضرمی (مقتول) کا جو مالی نقصان ہوا تھا اُس کی تلافی بھی کردُوں گا لیکن ہیرو اَبوجہل تھا زمامِ قیادت اُسی کے ہاتھ میں تھی اُس کا متفق ہونا ضروری تھا لہٰذا عتبہ نے حکیم بن حزام ہی کے سپرد کیا کہ وہ اَبوجہل سے بات چیت کریں اُس وقت جو اِجتماع وہاں ہوگیا تھا اُس سے خطاب کرتے ہوئے عتبہ نے کہا :

عزیزو ! مجھے یہ یقین نہیں ہے کہ تم محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھیوں کو نیست و نابود کردو گے صرف یہی کرسکو گے کہ کچھ لوگوں کو مار ڈالو لیکن غور کرو وہ مرنے والے کون ہوں گے، اگر وہ تمہارے ہی بھائی بند ہوئے تو اُن کے رشتہ داروں کا سلوک تمہارے ساتھ کیا ہوگا جس کے بھائی یا بیٹے کو تم مارو گے اُس کے عزیز جو تمہارے ہی ساتھیوں میں سے ہوں گے تم سے ہمیشہ نفرت کیا کریں گے، جب بھی تمہاری ملاقات ہوا کرے گی یہ اِحساس اُن کے ذہن میں تازہ ہوجایا کرے گا کہ یہ میرے فلاں عزیز کا قاتل ہے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ جنگ ملتوی کردو حاضرین نے اِس سے اِتفاق کیا۔

اَب حکیم بن حزام اَبوجہل کے پاس پہنچے اَبوجہل ترکش سے تیر نکال کر درست کر رہا تھا۔ عتبہ کا پیغام سنا تو غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور بڑے طنز سے کہا :

عتبہ کی ہمت ختم ہوگئی ہے اُس کے حوصلے نے جواب دے دیا ہے اُس کے پیٹ میں اِس لیے مڑوڑ ہورہا ہے کہ اُس کا بیٹا [1] مسلمان ہوچکا ہے۔ وہ محمد (ﷺ) کے ساتھ ہے کہیں وہ مارا نہ جائے۔'' (ص ۳۶۹)

---

[1] سیّدنا اَبوحذیفہ رضی اللہ عنہ۔

قارئینِ کرام ! ذرا سوچیے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ صحابہ کی اِس جماعت کی تعداد میں کمی بے سروسامانی کے باوجود کفار اور اُن کے سرداروں کے حوصلے بلند ہونے کے بجائے گھٹ کیوں گئے ؟ بزدلی نے کیوں دبوچ لیا ؟ دُنیاوی نقطہ نظر سے تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ بزدلی ہوتی بھی تو ختم ہو کر شیری آجاتی نہ کوئی وہم رہتا نہ وسوسہ مگر ہو یہ رہا ہے کہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے سرکنے اور کھسکنے کی سوجھنی شروع ہو گئی ! سوائے اِس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ایک نادیدہ ''رسی'' تعلق مع اللہ کی اپنا کام دکھا رہی تھی، آپس کے اِتفاق و اِتحاد کے سمندر میں کفار کے حوصلے نمک کے ڈلوں کی مانند گھلنا شروع ہو گئے تھے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ یہ آسمانی مضامین ہمارے ملک کے سکولوں، کالجوں، فوجی تربیت گاہوں میں فوج کے اَفسروں اور جوانوں کی تعلیم کا حصہ ہوں اور سیاسیات کے نصاب اِن نورانی تعلیمات سے منور ہوں جس کی برکت سے مسلمانوں کے قائدین اور جرنیلوں کے دماغوں سے کفریہ نظام کی زہریلی کائی چھٹ جائے اور ہاتھوں پیروں کا دم خم بحال ہو کر اپنے تن کا بوجھ خود سہارنے کے قابل ہو جائیں۔

☆

فلسطین میں یہودیوں کی بربریت کو کئی دہائیاں بیت گئیں مگر عالمِ اِسلام ہے کہ سویا پڑا ہے، نیند میں بڑبڑاتے ہیں اِسی کو قراردادِ مذمت قرار دے کر اِسی پر اِکتفاء کو کافی گردانتے ہیں۔ رمضان المبارک میں یہودیوں کے ظلم و ستم میں مزید اِضافہ ہو گیا ہے اِس موقع پر دارُالعلوم دیوبند کی طرف سے ایک قراردادِ مذمت جاری کی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔

پریس نوٹ

اَلتاریخ : ۱۳/ جولائی ۲۰۱۴ء

دارُالعلوم دیوبند نے فلسطین کے معصوم اور نہتے اِنسانوں پر اِسرائیل کی جارحانہ کارروائی اور بمباری کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اَقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل سے ہنگامی اِجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اَب وقت آگیا ہے کہ اِسرائیل کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے اور اِس کے مراسم پر عالمی پابندی عائد کی جائے۔

دارُالعلوم دیو بند کے مہتمم مفتی اَبو القاسم نعمانی نے کہا کہ اَمریکہ کا حمایت یافتہ اِسرائیل جس طرح فلسطین کے نہتے مسلمانوں پر وحشت ناک جان لیوا حملے کر رہا ہے اِس سے تمام اِنسانیت شرمسار ہے اور اُس نے دہشت گردی اور درندگی کی تمام حدوں کو پار کر دیا ہے اِس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے، وہ کم ہے۔

مولانا نے کہا کہ جس طرح دُنیا کے اِنصاف پسند عوام فلسطین کی حمایت اور اِسرائیل کی جارحیت کے خلاف آواز اُٹھارہے ہیں اِسی طرح ہندوستان اِیران اور عرب حکومتوں کو بھی اِجتماعی طور پر صدائے اِحتجاج بلند کرنا چاہیے، مولانا اَبوالقاسم نعمانی نے کہا کہ اگرچہ اَقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل جیسے اِدارے اَمریکہ کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی ہیں لیکن ہم پھر بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومتِ ہند اِسرائیل کی اِس سفاکی اور درندگی کو روکنے کے لیے اَقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل کا ہنگامی اِجلاس طلب کرنے کا مطالبہ رکھے۔

مہتمم دارُالعلوم دیو بند نے کہا کہ ماضی میں ہندوستان اور فلسطین کی دوستی دُنیا میں باہمی اُخوت کی ایک مثال تھی، اِنسانی اِقدار کی بنیاد پر ہندوستان کی خارجہ پالیسی فلسطین نوازی پر مبنی رہی ہے چونکہ فلسطین کی حمایت کا معاملہ دراَصل مذہب کی بنیادوں پر نہیں بلکہ بقائے اَمن اور اِنسانی تحفظ کا مسئلہ ہے اِس لیے ہمارا ملک اِنصاف پسندی اور اِنسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے ماضی میں فلسطین کے شانہ بشانہ کھڑا رہا ہے، اُنہوں نے کہا کہ ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنی قدیم روایات، اِنسانی اِقدار اور فلسطین دوستی کا پاس رکھتے ہوئے اِسرائیل کی جارحیت کے خلاف صدائے اِحتجاج بلند کرے اور فلسطین کے مظلومین کی حمایت کے لیے آگے آئے نیز اِسرائیل کی دہشت گردی کے پیشِ نظر اُس سے سفارتی رشتے منقطع کرنے کی پالیسی پر سنجیدگی سے غور وخوض اور اِقدام کرے۔

مفتی اَبوالقاسم نعمانی نے کہا کہ یہ بات باعثِ تشویش ہے کہ ہندوستان میں بھی ''موساد'' دَخیل ہو چکا ہے جس کی کارروائی کے سبب ہندوستان کی کچھ شدت پسند تنظیمیں اِسرائیل کی حمایت میں آواز اُٹھانے لگی ہیں، اِس کا سد باب کرنا بھی حکومتِ ہند کی ذمہ داری ہے۔

مفتی اَبوالقاسم نعمانی نے کہا کہ یہ بات بھی باعثِ تشویش ہے کہ اِسرائیل کی واضح دہشت گردی اور جارحیت کے سبب فلسطین کے بیشمار بوڑھے بچے اور خواتین کا قتل عام ہورہا ہے اور دُنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، اُنہوں نے کہا کہ دُنیا کی یہ مجرمانہ خاموشی ایک اِعتبار سے اِسرائیل کی حمایت کے ہم معنٰی ہے۔

دارُالعلوم دیوبند کے مہتمم نے کہا کہ یہودی ایک سفاک قوم ہے اور اِسرائیل دہشت گردی کی ''نرسری'' ہے اور حقوقِ اِنسانی کی ہر وقت دہائی دینے والا ''اَمریکہ'' اِس کا سرپرست ہے، اِنتہا پسندی کا تقاضا ہے کہ اِس حقیقت کو نوشتۂ دیوار کر دیا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ جہاں جہاں تک اِنصاف پسند ہاتھ پہنچ سکتے ہوں وہاں وہاں دَر و دِیوار پر ''اِسرائیل دہشت گرد ہے'' رقم کر دیا جائے۔

مفتی اَبوالقاسم نعمانی نے کہا کہ ہمیں اِحتجاج کے دوران اَمن اور قانون کی پاسداری کا خیال رکھنا چاہیے اور اِشتعال سے اِجتناب کرتے ہوئے ہر سطح پر اپنے آئینی اور دستوری حق کے مطابق اِسرائیل کے خلاف اِحتجاج درج کرانا چاہیے اور فلسطین کے مظلومین کے لیے دُعاؤں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

جاری کردہ : دفترِ اِہتمام دارُالعلوم دیوبند

(مفتی) اَبوالقاسم نعمانی

مہتمم دارُالعلوم دیوبند

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

جہاد کی ایک تاثیر آپس کا اِتفاق، بادشاہ خواہ کیسا ہوا گر جہاد کرے تو ساتھ دینا ہوگا

''جہاد'' منسوخ کرنے کے لیے اَنگریزوں نے ''جھوٹا نبی'' بنایا

سیاسی معاملات پر فتوی سیاسی بصیرت کے حامل علماء ہی دے سکتے ہیں

(کیسٹ نمبر 79 سائیڈ B ، کیسٹ نمبر 80 سائیڈ A 1987 - 11 - 29)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا اَلْجِہَادُ مَاضٍ مُذْبَعَثَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی اَنْ یُّقَاتِلَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الدَّجَّالَ جہاد کا سلسلہ چلتا ہی رہے گا اور اِس کا حکم باقی رہے گا حتی کہ یُقَاتِلَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الدَّجَّالَ اِس اُمت کا آخری حصہ دجال سے جہاد کرے گا لَا یُبْطِلُہٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ کوئی اگر ظالم حاکم آگیا یا عادِل آگیا دونوں صورتوں میں جہاد کا حکم قائم رہے گا۔

اِس میں آقائے نامدار ﷺ نے ایسی چیز بتلائی ہے کہ اُس کی تاثیر یہ ہے کہ جب تک وہ چلتی رہتی ہے مسلمانوں میں اِتفاق رہتا ہے وہ ''جہاد'' ہے اور جہاں وہ چیز ختم ہوتی ہے تو آپس کی تفرقہ بازی اُس کی جگہ آجاتی ہے۔ اِس سے غفلت ہوئی ہے ضرور مسلمانوں سے بس جب اِس کی تیاری میں غفلت ہوئی ہے تو نقصان ہوا ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد جاری رہا جو آپ نے شروع فرمایا تھا اور اُس میں دو

سپر پاوریں آ گئیں، ایک اِیران کی تھی اور ایک تھی رُوم کی، رُومی سلطنت اِیران پر بھی بھاری آئی تھی، جب صلح حدیبیہ ہوئی ہے یعنی سن ٦ ہجری میں اِنہوں نے اِیران کے مقابلے کی تیاری کی جوابی کارروائی کی اور غالب آ گئے۔

مسلّمہ سفارتی قانون کی پامالی :

لیکن رسول اللہ ﷺ سے اِنہوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، آقائے نامدار ﷺ کا ایک فرستادہ تھا جسے آپ نے پیغام دے کر بھیجا تھا وہ صحابی تھے اُن کو شرجیل نامی ایک شخص نے جو سردار تھا قبائلی علاقے کا جیسے پاکستان اور اَفغانستان کے درمیان قبائلی حصہ ہے پہلے وہ ہندوستان اَفغانستان کے درمیان تھا قبائلی حصہ لیکن آزاد شمار ہوتا تھا مگر زیرِ اَثر اَنگریزوں ہی کے تھا اَنگریز اُن میں کسی کو ''مَلکْ'' کا خطاب کسی کو کچھ دیتے رہتے تھے، اِسی طرح سے شام اور عرب کے درمیان ایک حصہ تھا اُس میں بھی یہی تھا کہ آزاد علاقہ تھا سردار تھے عربی بھی جانتے تھے اور رُومی بھی جانتے تھے جیسے اَٹک کے بعض علاقوں کے وہ بھی بول لیتے ہیں پشتو اور جیسے پشاور کے علاقے کے ''ہندکو'' بول لیتے ہیں پنجابی بول لیتے ہیں اِس طرح یہ لوگ بھی تھے عربی بھی بول لیتے تھے اور وہ بھی، تو یہ صحابی، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نامۂ مبارک لے کر جا رہے تھے کہ درمیان میں اُس شخص نے اِن کو شہید کر دیا، اِس کے بدلے کے لیے وہ لڑائی ہوئی تھی جس کا نام ''غزوۂ مُوتہ'' ہے اُس میں مسلمان تھوڑے تھے تین ساڑھے تین ہزار تھے اور ہرقل اِس علاقے کا دورہ کر رہا تھا اَرضِ بلقاء کے قریب قریب کا، اِن لوگوں نے ہرقل سے اِمداد چاہی اُس نے اِمداد دے دی وہ ایک لاکھ آدمی دے دیے فوج دے دی، مسلمانوں کو اُن سے مقابلے میں بہت ہی دُشواری پیش آئی اور ایک بھی نہ بچتا لیکن تدبیر کی گئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایسی تدبیر کی کہ بچ جائیں، باقی نقصان بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے عمر میں دس سال، حضرت عبداللہ اِبن رواحہ شہید ہوئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، رسول اللہ ﷺ

کے بڑے قریبی حضرات ، رشتہ دار بھی اور اِن پر رسول اللہ ﷺ کا صدمہ بہت رہا ہے بہت ہوا صدمہ کہ آنسو بھی بہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے، یہ (اِنتقامی اور تادیبی حملہ) بھی کامیاب نہ ہوا، بس اِتنا کامیاب ہوا ہے کہ اپنے آپ کو بچا سکے تو ضرورت تھی کہ اِس (کا پورا بدلہ چکانے) کے لیے تیاری کی جائے تو پھر تیاری ہی میں تھے رسول اللہ ﷺ اور لشکر روانہ فرمانے والے ہی تھے کہ وفات ہو گئی پھر اَبو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ لشکر بھیجا، اُسی لشکر نے بڑھتے بڑھتے بڑھتے ہرقل کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا، اللہ کی اِتنی تائید تھی۔

خط مبارک کی بے اِدبی کا وبال :

اور یہ اِیران کا جو بادشاہ تھا اِس نے بدتمیزی کی سفیر کے ساتھ گستاخی کی بدسلوکی کی والا نامے کے ساتھ گستاخی کی کہ اُسے چاک کر دیا، رسول اللہ ﷺ کو اِس بدتمیزی پر بہت زیادہ خفگی ہوئی اور دُعا اُن کے لیے ایسی کی کہ یُمَزَّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ [1] کہ یہ بھی سارے پارہ پارہ ہو جائیں۔ تو بادشاہ کو اُس کے بیٹے نے مار دیا، بیٹے کو پھر اور لوگوں نے مار دیا بادشاہ ہی نے بلکہ ایسا اِنتظام کر دیا کہ ایک دوا پہ نام لکھ دیا تھی وہ زہر، اُس نے وہ دوا کھائی اور وہ مر گیا اُس کے بعد بادشاہ بنانے کے لیے کوئی آدمی نہیں ملتا تھا تو شاہی خاندان کی ایک عورت کو اُنہوں نے بادشاہ بنایا، رسول اللہ ﷺ کو بھی اِطلاع اِس کی ملتی رہی اور یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ وَلَّوْ اَمْرَھُمُ امْرَأَةً یا لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْ اَمْرَھُمُ امْرَأَةً اِنہوں نے سارے معاملات عورت کے ذمہ کر دیے کیسے کامیاب ہوں گے ؟

جہاں عورت تابع ہو مردوں کے مشورے کے وہ تو ٹھیک ہے وہ چل جاتی ہے اُس کو فقہاء نے لکھا ہے وہ پارلیمانی نظام ہے کیونکہ وہ پابند ہوتی ہے، اُن کے عدمِ اِعتماد کے ووٹ سے ہٹ سکتی ہے، پارٹی کی پابند ہو گی لیکن اگر ایسے نہ ہو ڈکٹیٹر ہو تو وہ تو پھر تباہی کی طرف لے جائے گی، وہ ختم کر دے گا اُس قوم کو۔

اَب اِن (اِیرانیوں) سے بھی جہاد چلا اِن کی طرف پہنچے ہیں حضرت خالد اِبن الولید رضی اللہ عنہ،

---

[1] بخاری شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۶۴

پہلے اُنہوں نے شروع کیا سلسلہ اِس طرح کہ جو مانعینِ زکوٰۃ تھے معاذ اللہ اِرتداد میں پڑ گئے تھے یا مدعیانِ نبوت کے پیچھے چلے یا کسی اور طرح سے خراب ہوئے پہلے تو اُن کا صفایا کیا پھر وہ عراق کی حدود میں داخل ہوئے وہاں مقابلہ یہ اِیرانیوں سے ہوا شروع، ابھی یہ جاری ہی تھا کہ رُومیوں کی طرف بہت بڑی طاقت جمع ہوگئی تو حضرت خالد اِبن الولید رضی اللہ عنہ کو وہیں فتوحات روک کر اِدھر آنا پڑا شام میں، شام میں پھر ''یرموک'' کا معرکہ ہوا، دِمشق فتح ہوا اُن میں شریک رہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ۔

تو جہاد کا سلسلہ جو چلا، چلتا رہا، اَب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا بنو اُمیہ کا اُس میں بھی چلتا رہا صَیْفِیْ اور شِتَوِیْ یعنی سردی اور گرمی، سردی میں ایک جانب اور گرمی میں دُوسری جانب، یہ جہاد ہوتا رہا، گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے علاقے ترکی اور دُوسرے علاقوں کی طرف حتی کہ قسطنطنیہ تک پہنچے اُنہوں نے یہ بھی فتح کیا، یہ قبرص بھی فتح کیا، یونان پر بھی حملے ہوئے، اَسکندریہ میں عیسائی پہلے بھی تھے اُس وقت سے چلے آ رہے تھے، اُدھر اُوپر سے رُومی اِٹلی والے اِدھر آ جاتے تھے سمندر پار کر کے حملے کرتے تھے بحری لڑائیاں ہوتی تھیں بار بار، یہ اِن (یعنی حضرت معاویہؓ) کے دور میں چلتا رہا سلسلہ، آپس میں بھی کچھ اِختلافات شدید رہے۔

یزید کا آغاز و اَنجام دونوں برے :

یزید کا دور آیا تو اُس میں اِبتداء میں تو شہادتِ حسین ہے رضی اللہ عنہ اور اُس کا آخری کام جو ہے وہ یہ ہے کہ حرمِ مدینہ منورہ میں اُس نے بہت ظلم کیا بہت ظلم کیا ہے اُس نے یہ ''حرہ'' کا قصہ کہلاتا ہے اور مسلم اِبن عُقبہ مُری اُس کی طرف سے سردار تھا جیش کا، حرہ کی لڑائی تو ایک دِن میں ختم ہوگئی تھی مدینہ منورہ فتح ہوگیا تھا لیکن یزید کو غصہ تھا اُس نے بعد میں یہ حکم دیا تھا کہ تین دِن مدینہ منورہ تمہارے لیے حلال ہے اَمَرَہٗ اَنْ یَّسْتَبِیْحَ الْمَدِیْنَةَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ .

مدینہ منورہ میں صحابی کا بے دردی سے قتل :

ایک صحابی کا ذکر ہے میں رات ہی پڑھ رہا تھا یعنی پرانے صحابہ میں بڑی عمر کے صحابی اِسی طرح

اُن کے لڑکے بھی اور یہ یزید کے دوست بھی تھے اُن کو (مسلم بن عقبہ نے) بلایا کہا کہ بیعت کرو عَلٰی اَنَّکُمْ خَوَلٌ وَ عَبِیْدٌ لِیَزِیْدَ یہ بیعت کرو کہ تم خادم ہو غلام ہو یزید کے، عجیب بات تھی یہ، اُنہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلے گا اور سنتِ رسول علیہ السلام پر چلے گا تو میں اُس کے ساتھ ہوں اِس پر میں بیعت کرتا ہوں اور میں اَمیر المومنین مانتا ہوں اُبَایِعُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰہِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِہٖ علیہ السلام اُس نے کہا کہ تو نے نہیں کی بیعت ! تو جلاد سے کہا گردن اُڑا دو اِس کی۔ یہ مروان (اِس مجلس میں موجود تھا) مدینہ منورہ میں گورنر رہا تھا وہاں کا اَمیر المدینہ رہا تھا وہ جانتا تھا اِن (صحابی) کو، یزید سے اِن کی دوستی تھی یہ بھی جانتا تھا اور بہت اچھی دوستی تھی کَانَ صَدِیْقًا لِّیَزِیْدَ تو مروان صحابی سے چمٹ گیا کھڑے ہو کر اور اُس نے کہا کہ نہیں اِسے نہیں مارو، اِس نے کہا کہ میں ضرور ماروں گا قسم کھالی اور یہ حکم دیا کہ اِسے قتل کرو کیونکہ اِس وقت مروان گورنر تھا نہیں وہ تو ساتھ تھا مشوروں میں تھا، اَمیرِ جیش جو تھا وہ مسلم اِبن عُقبہ تھا تو حکم اُس کا چل رہا تھا اِس کی تو گزارش چل سکتی تھی اُس نے کہا کہ یا تو یہ اَلگ ہو جائے اُس سے، اَلگ نہیں ہوتا تو دونوں کو مار دو حالانکہ جرم کچھ بھی نہیں نکلا، وہ صحابی کہتے ہیں میں نے بغاوت کی ٹھیک ہے میں اُس سے تائب ہوتا ہوں رُجوع کرتا ہوں اہلِ مدینہ میں سے سب نے کی تھی بغاوت یزید سے بیعت کی اور پھر اِنکار کر دیا کہ ہم اِسے حاکم نہیں مانتے خَلَعُوْا یَزِیْدَ یہ جرم میں نے کیا تھا مگر میں اَب بیعت کر رہا ہوں مگر عَلٰی سُنَّةِ اللّٰہِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِہٖ علیہ السلام ، اور یہ کہ وہ اَمیر المومنین رہے میں اُسے مانتا ہوں اَمیر المومنین، لیکن وہ نہیں مانا حتی کہ مروان نے جب سمجھا کہ میں بھی مارا ہی جاؤں گا کیونکہ ایسے تو تھا ہی نہیں سلسلہ کہ وہ حکم دیں اور ذرا دیر لگے، حکم دیا ہے تو بس مارو نہیں مارے گا تو وہ اُسے مارے گا وہ مجرم ہے کورٹ مارشل ہو جائے گا فوراً ہی۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ مروان نے اُنہیں چھوڑ دیا اور وہ مار دیے گئے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اُن کے یعنی عَنْ مَّنْ قُتِلَ صَبْرًا اور "صَبْرًا" کا مطلب یہی ہے کہ اُس کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا کَانَ مَکْتُوْفًا اور اِس طرح سے اُن کو شہید کیا۔ یہ کارروائی کر کے اُس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے اور بڑی توہین کی ہے مدینہ منورہ کی، اِس بناء پر بعض علماء نے تکفیر کی ہے یزید کی۔ بہرحال فسق تو مانا ہی جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا فسق ہے کہ

اہلِ مدینہ کے ساتھ ایسا ظلم کیا جائے اُن کا خون اور مال یہ حلال سمجھا جائے لوٹ مار کی جائے اِس لیے کہ اہلِ مدینہ نے تمام بنواُمیہ کو نکال دیا۔

اہلِ مدینہ سے مکروفریب کا وبال :

خیر وہ دور گزرا یزید کا، اِسی زمانے میں یزید مرگیا کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے مَنْ کَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ جو بھی اہلِ مدینہ سے کَیْد (مکروفریب) کرتا ہے اُس کے بارے میں سزا آئی ہے اِنْذَابَ کَمَا یُذَابُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے ایسے وہ گھل جاتا ہے، جوان آدمی تھا کوئی پینتیس سال کے قریب کل عمر ہوئی ہے اِس کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں پیدائش ہوئی تو پھر اِن (بنواُمیہ) کی حکومت ختم ہوگئی ساری دُنیا سے، صرف فلسطین میں یہ رہ گئے بنواُمیہ، گویا محصور کردیا اِنہیں۔ پھر حضرت عبداللہ ابن زبیر (کا دور آگیا) رضی اللہ عنہ پھر وہاں (شام) سے مروان نے کارروائی شروع کی اور شام فتح کرلیا اُس نے، وہاں حکومت جمالی اپنی، ابھی اِسی میں تھا کہ اُس کا بھی اِنتقال ہوگیا تو عبدالملک آگیا، عبدالملک اِبن مروان نے پھر اور بڑھایا سلطنت کو اور حجاج اِبن یوسف یہ اُس کا جنرل تھا، اِس طرح سے یہ ایک سلسلہ پھر قائم ہوگیا بنواُمیہ کا۔

اَب سن ۱۳۰ھ میں بنواُمیہ کی سلطنت ختم ہوگئی بنوعباس آگئے تو مطلب یہ کہ یہ لڑائیاں بھی جاری ہیں یہ اِختلافات بھی جاری ہیں حکومت بھی بدل رہی ہے ایک خاندان چلا گیا دُوسرا خاندان آگیا لیکن جہاد جاری تھا وہ جاری رہا۔ ہارون رشید ایک سال حج کے لیے جاتا تھا ایک سال جہاد پر جاتا تھا اِس طرح کرتا رہا تو یہ سلسلہ کہ جب بھی ذرا سی بات ہو جہاد جاری ہوجائے یہ چلتا ہی رہا اور مسلمانوں کو جہاد میں نقصان کبھی نہیں ہوا، جہاد میں نفع ہی رہا ہے اور جہاد ایسی چیز ہے کہ اِس کے لیے اِنسان جو قربانی دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔

پنجاب کا خطہ اور سپہ گری :

ہمارے یہاں اگر جہاد کی رُوح پھونک دی جائے تو یہ علاقہ تو ویسے ہی سپاہیوں کا چلا آرہا ہے

جب سے اَنگریز آئے ہیں اُس وقت سے لے کر اَنگریزوں کے جانے کے وقت تک تو پنجاب کے شہروں سے اَنگریز نے فوجی سپاہی بھرتی کیے ہیں تو ہمارا علاقہ تو بقول غالب ع

برسوں رہا ہے پیشۂ آبا سپہ گری

یہ تو سپہ گروں کی اَولاد ہیں اور اَب بھی فوج میں اَسی فیصد ہیں، اِس ساری آبادی میں اگر واقعی جہاد کی رُوح پھونک دی جائے تو فوجی تو سارے مِلا ملو کر نو لاکھ بنتے ہیں کل، ساری فوج ہماری ملا لیں ملیشیا ولیشیا تو یہ نو لاکھ کے قریب بن جاتی ہے لیکن اُس کے علاوہ جتنی آبادی ہے یہ سب غفلت میں پڑی ہوئی ہے آپس کے جھگڑے اور یہ اور وہ ساری چیزیں۔ اَیوب خاں کے زمانے میں جب جہاد شروع ہوا جہاد ہی کا نام دیا اُس نے، کلمہ پڑھا اُس نے تو سارے لوگ اُدھر لگ گئے ....فوج ملا کر کل ساڑھے تین ڈویژن فوج یہ تو کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی کامیاب رہے پیش قدمی بھی کی ہے آگے بھی بڑھے ہیں اور دِفاع بھی کیا ہے دونوں کام کیے ہیں اور ساری قوم ساتھ تھی اَن ٹرینڈ قوم۔

عوام میں جہاد کی رُوح اور ہندوستان کا لرزنا :

اگر اِنہیں ٹریننگ دے دی جائے تو پھر کیا ہوگا اور جہاد کے جذبات آجائیں تو پھر کیا ہوگا پھر ہندوستان لرزنے لگے گا وہ کپکپائے گا چھیڑتے ہوئے بھی ڈرے گا کہ اِن سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے اور جو جانبازی پر آجائے تو اُس کے مقابلے کے لیے کون آتا ہے ؟ اُس سے تو ضرور ہارنا پڑے گا !

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بات ہے کہ اُس (رُستم اور مہران) نے کچھ کہلا دیا تھا کہ یہ ہے یہ ہے یہ ہے تو اُنہوں نے جواب دیا تھا کہ نہیں تم یہ بات مانو، صحیح ہو جاؤ، ورنہ میں ایسے لوگ لے کر آؤں گا کہ جو موت کے ایسے چاہنے والے ہیں جیسے تم شراب کو چاہتے ہو[۱] تو موت اور اُس کا خوف جو ہے یہ ایسی چیز ہے کہ یہ اچھے خاصے آدمیوں کو ختم کر دیتے ہیں اور یہ خوف نکل جائے تو بہت بڑی بات ہے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۳۹۳۶

جہاد کو ترک کر دینے کا وبال :

یہ سمجھئے ہلاکو خاں کے زمانے میں (مسلمانوں کی بزدلی کا) یہ حال ہو گیا کہ سترہ مسلمان تھے وہ گزر رہے تھے کہیں سے ایک خیمہ تھا وہاں دیکھا ایک عورت کھڑی ہے ہلاکو خاں کے خاندان کی چینی تھی گویا اُس نے اِنہیں دیکھا اور اِنہوں نے سوال جواب کیا کچھ اور اُس نے کہا کہ بالکل یہاں سے نہ ہلنا یہیں کھڑے رہو میں تمہیں سب کو ماروں گی اَندر گئی تلوار لے کر آئی اور سب کو مار دیا اور اُن میں کسی میں اِتنی جان نہیں رہی ٹانگوں میں کہ وہ بھاگ بھی سکیں، ایک عذاب مسلّط ہو گیا تھا اُن پر تو ایسا حال ہو جاتا ہے اگر موت سے ڈرو اور اگر جہاد نہ کرو تو یہ حال ہو جاتا ہے اور یہ مصر تک پہنچ گئے تھے اُس کے بعد تبدیلی آئی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اہلِ مصر کو کہ اُن کا جو لشکر تھا پھر اُس نے تیاری کی اور خدا نے کامیابی دی اور ہلاکو خاں کی قوم میں سے لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے ۔تو اِسلام جہاں کہیں ذلت ہو اُس جگہ جہاد کی اِجازت دیتا ہے اور کہیں حکم دیتا ہے یہ حکم منسوخ ہونے والا نہیں ہے۔

جہاد کو منسوخ کرنے کی اَنگریز کی کوشش :

اَنگریزوں نے اِسے منسوخ کرنا چاہا ہے تو کچھ تو مفتی ایسے ملے کہ جو یہ کہنے لگے یہ ہندوستان دارُالحرب نہیں (دارُالاسلام ہے) جب ہندوستان دارُالحرب نہیں ہے تو لڑنا کس سے ہے، اور اَنگریز کو بھگانا کیوں، اِس کے خلاف تحریک چلانا کیوں ؟

سیاسی اِستفتاء کا سیاسی جواب :

وہ کسی نے بھوک ہڑتال کی تھی مولانا اَنور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ؟ اُنہوں نے کہا کہ بھوک ہڑتال تو جائز نہیں، بھوک ہڑتال ایک تو ہوتی ہے نا چوبیس گھنٹے کی اُس میں تو کوئی بات ہی نہیں وہ ناجائز نہیں ہے، ایک ہے ''مرن برت'' رکھتے تھے، مرن برت کا مطلب یہ ہے کہ کھائے گا ہی نہیں جب تک کہ وہ کام پورا نہ ہو یہ مطالبہ پورا نہ ہو تو ہندوؤں نے ایسے رکھے ہیں مرن برت اور لوگوں نے بھی رکھے ہیں اور مرے بھی ہیں واقعی نہیں کھایا اور مر بھی

گئے تو اُن سے کسی نے مسئلہ پوچھا تھا یہ کہ اِس طرح سے بھوک ہڑتال کرنی جائز ہے یا ناجائز ہے ؟ تو اُنہوں نے پوچھا کہ اِس سے اَثرات کیا مرتب ہوتے ہیں ؟

کہا اَثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جو بات کہی جاتی ہے بھوک ہڑتال کر کے وہ پھر وہاں قصرِ برطانیہ تک پہنچتی ہے اور برطانیہ اُس سے ہل جاتا ہے !

اُنہوں نے کہا کہ جو چیز اِن کافروں کو اَنگریزوں کو تکلیف پہنچا سکے اور پریشانی میں ڈال سکے وہ جائز ہے ! !

اَنگریز کا خود ساختہ نبی اور مفتی :

پھر ایسے ضرورت تھی فتوؤں کی تو ایسے فتوے بھی دیے گئے کہ یہ تو دارُ الحرب ہے ہی نہیں بلکہ دارُ الاسلام ہے یعنی اَنگریزوں کی حکومت گویا مسلمانوں کی حکومت بنادی اُنہوں نے۔ خیر اِسی طرح پیغمبر ایک اِنہوں نے بنایا مرزا غلام اَحمد قادیانی وہ پیغمبر بنا اُس نے بھی یہی کہا کہ جہاد کا حکم منسوخ ہے۔

نام کا جہاد بھی کام دِکھا دیتا ہے :

اَب جہاد ایسی چیز ہے کہ اگر غلط کام پر غلط مذہب والے بھی جہاد کا جذبہ پیدا کر لیں اِسلام کے نام پر، ہیں وہ غلطی پر جیسے شیعہ ہیں، ہیں غلطی پر لیکن جذبہ اُنہوں نے جہاد کا پیدا کیا نام اُنہوں نے جہاد کا دیا جو لڑے گا شہید تو وہ سارے کے سارے (عراق سے) لڑ رہے ہیں اُن سے مقابلہ مشکل پڑ رہا ہے اَب نفع اُس کا پہنچ رہا ہے اَمریکہ کو کیونکہ اَمریکہ کی فوجیں پہلے یہاں نہیں تھیں خلیج میں لیکن اَب آ گئیں اُس کے جہاز بحری بیڑہ آ گیا وغیرہ وغیرہ جہاں وہ نہیں تھا وہاں وہ پہنچ گیا اور عربوں کی زیادہ نظر اُدھر ہو گئی اَمریکہ کی طرف، فائدہ اَمریکہ کو پہنچ رہا ہے یہ (خمینی) کس طرح سے لڑ رہا ہے اور ملک میں کنٹرول بھی ہے یعنی وہاں سے آنے والوں نے بتایا کہ مہنگی نہیں ہیں چیزیں لیکن اگر کوئی مہمان آ جائے اور چیز بازار سے خریدنی پڑ جائے اپنے راشن کے علاوہ تو وہ بڑی مہنگی ہے وہ آٹھ دس گنا قیمت پر ملے گی چار گنی چھ گنی دس گنی قیمت پر ملے گی ورنہ خود جو اِنسان اَپنا گزارا کرتے ہیں اُن کے لیے جو ہے وہ سستا

ہی ہے حالانکہ لڑائی کو اِتنے سال ہوگئے اور لڑائی کے بعد جو حالات ہوتے ہیں وہ بہت مشکل ہوتے ہیں سنبھالنے مگر نام کیا ہے جہاد کا نام ہے، اَب جب یہ (اَمریکی) بحری بیڑہ آگیا تو ڈر جانا چاہیے تھا اُنہیں، مگر ڈرنے کے بجائے اُنہوں نے کہا ہمیں چھ لاکھ آدمی ایسے چاہئیں کہ جو خودکشی پر تیار ہو جائیں تو یہ بحری بیڑے کی بھی ہم ایسی تیسی پھیر دیں گے وہ چھ لاکھ آدمی مل گئے اُنہیں ! بات کیا ہے ؟ بات ہے اللہ کا نام اور جہاد کا نام وہ یہ لے رہے ہیں اِس کی بناء پر یہ جذبات پیدا ہو رہے ہیں، یہی جذبات اگر عراق میں بھی ہوں تو بڑی اچھی بات ہے وہاں نہیں ہیں، گو وہ اہلِ سنت ہیں ہمارا تعلق اُن سے زیادہ ہے وہ یہاں آتے بھی نہیں ہیں پھر بھی ہمیں تعلق اُنہیں سے ہے، وہ سنت اور سنی ہونے کی وجہ سے لیکن وہاں شراب سے تائب نہیں ہوئے خدا کی طرف رُجوع نہیں کیا اُنہوں نے تو جب تک رُجوع اِلی اللہ نہیں ہوگا کامیابی نہیں ہوگی، اِن کم بختوں نے خرم شہر میں عراقیوں کا بہت بڑا مورچہ تھا بڑی تعداد میں وہ موجود تھے فوجی پینتالیس ہزار اور پینتالیس ہزار تو کئی ڈویژن فوج ہے یہ موجود تھی اور اُنہوں نے مائنز بچھا دیے تھے کہ یہاں کوئی نہ آسکے مگر وہ اِیرانی وہاں بھی پہنچ گئے اور اُن سب کو پکڑ لیا تو وہ قید میں ہیں، وہ کیسے پہنچ گئے بس خودکشی میں کہ مائنز کے اُوپر چلتے رہے، مرتے گئے دُوسرے پیچھے سے آتے گئے یا جانور چلائے اُنہیں مار دیا جو بھی صورت تھی بظاہر یہ کہ اِنسانوں کو چلایا ہے اور اِنسان چلے ہیں خودکشی کے اِرادے سے قربانی کے اِرادے سے، نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے فتح کر لیا۔

اِن عراقیوں کا رُجوع اِلی اللہ نہیں تھا اور جہاں رُجوع اِلی اللہ اور جہاد جمع ہو جائے وہاں پھر کیا ہوگا حال، وہ تو پھر ہندوستان سے آپ ڈرتے ہیں کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں، کوئی آ ہی نہیں سکتا گولہ باری کر جائیں کچھ بھی کر جائیں میزائلوں سے مار لیں کتنا مار لیں گے مگر جب آئیں گے قبضہ کرنے کے لیے اُس وقت یہاں والے مسلح ہوں گے جہاد کے لیے تیار ہوں گے جتنے آنے والے ہوں گے مارے جائیں گے لیکن یہاں یہ بات نہیں ہے پوری قوم سوئی ہوئی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے اِس حالت کو منع کیا ہے کہ یہ حالت کیا بناتے ہو تم، یہ بالکل ناجائز ہے، جہاد کے جذبات جب ہوں گے تو اِیثار بھی آئے گا، اِیثار، قربانی یہ چیزیں پیدا ہوں گی مگر یہ چیزیں

ہم میں بالکل نہیں ہیں، یہ کام کس کے ہیں ؟ یہ ایک دو کے بھی نہیں، یہ کام ہیں حکومت کے اور فرض ہے حکومت پر جہاد کی تیاری، یہ اِمام کے فرائض میں ہے اِمام عادِل ہو تو بھی جہاد کا جب حکم دے تو ٹھیک ہے اور اگر عادِل نہیں بھی ہے اور حکم جہاد کا دے رہا ہے تو اُس کے جھنڈے کے نیچے بھی جہاد ہوگا جہاد کیا جائے گا۔

''تقدیر'' پر اِیمان :

آقائے نامدار علیہ السلام نے فرمایا وَالْاِیْمَانُ بِالْاَقْدَارِ [1] یہ بھی بڑا ضروری ہے تقدیر پر اِیمان۔ اور اِس سے اِنسان کو بڑا صبر ملتا ہے بڑا اثبات بڑی پائیداری اور بہت تحمل، برداشت، تقدیر پر اِیمان (کی برکت سے)۔ اَب تقدیر ہمیں نظر نہیں آتی مگر اِیمان کی وجہ سے ایسے ہے جیسے نظر آرہی ہو ہمیں اُس پر اِیمان رکھنا بتایا گیا، یہ نہیں ہے کہ تمہیں نظر آجائے گا لکھا ہوا، لکھا ہوا نظر آجائے تو پھر دارُ الامتحان ہی نہ رہے اور نیک کو (اپنا اَنجام) نیک نظر آجائے تو وہ کرے ہی نہ نیکی اور برے کو (اپنے اَنجام کی) برائی نظر آجائے کہ اَنجام برا ہوگا تو وہ نیکی ہی نہ کرے کہ اَنجام تو خراب ہونا ہی ہے لہٰذا وہ تو مخفی ہیں سب چیزیں، آپ کو اپنی سمجھ کے مطابق جو اَعمال کرنے ہیں وہ آقائے نامدار علیہ السلام نے بتلائے ہیں اُن میں یہ ایک عقیدہ ہے کہ تقدیر پر اِیمان رکھو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا اور فضل سے دُنیا اور آخرت میں نوازے، آمین۔ اِختتامی دُعا....

دُعائے صحت کی اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید کے معاونِ خصوصی ڈیرہ اِسماعیل خان کے حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کچھ عرصہ سے علیل ہیں، اُن کی اور دیگر بیماروں کی صحت یابی کے لیے قارئین سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔ (اِدارہ)

---

[1] مشکوہ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۹

قسط : ۸

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمة اللہ علیہ ﴾

ساتواں سبق

معاملات میں سچائی و اِیمانداری اور اَکلِ حلال وحقوق العباد کی اہمیت

معاملات میں سچائی اور اِیمانداری کی تعلیم بھی اِسلام کی اُصولی اور بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ قرآن شریف اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اَصلی مسلمان وہی ہے جو اپنے معاملات میں اور کاروبار میں سچا اور اِیماندار ہو، عہد کا پکا ہو اور وعدہ کا سچا ہو یعنی دھوکہ، فریب اور اَمانت میں خیانت نہ کرتا ہو، کسی کا حق نہ مارتا ہو، ناپ تول میں کمی نہ کرتا ہو، جھوٹے مقدمے نہ لڑتا ہو اور نہ جھوٹی گواہی دیتا ہو، سود اور رِشوت جیسی تمام حرام کمائیوں سے بچتا ہو، اور جس میں یہ برائیاں موجود ہوں قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خالص مومن اور اَصلی مسلمان نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا منافق ہے اور سخت درجہ کا فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن تمام بُری باتوں سے بچائے۔ اِس بارے میں قرآن وحدیث میں جو سخت تاکیدیں آئی ہیں اُن میں سے چند اہم یہاں درج کرتے ہیں قرآن شریف کی مختصر سی آیت ہے :

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾ (سُورۃ النساء : ۲۹)

''اے اِیمان والو ! تم کسی غلط اور ناجائز طریقے سے دُوسروں کا مال نہ کھاؤ۔''

اِس آیت میں کمائی کے اُن تمام طریقوں کو مسلمانوں کے لیے حرام کر دیا ہے جو غلط اور باطل ہیں جیسے دھوکہ فریب کی تجارت، اَمانت میں خیانت، جوا، سٹہ اور سود، رشوت وغیرہ پھر دُوسری آیتوں میں اَلگ اَلگ تفصیل بھی کی گئی ہے مثلاً جو دُکاندار اور سوداگر ناپ تول میں دھوکہ بازی اور بے اِیمانی کرتے ہیں اُن کے متعلق خصوصیت سے اِرشاد فرمایا ہے :

﴿وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ o اَلَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ o وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ o اَلَا یَظُنُّ اُولٰئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ o لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ o یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ (سُورۃ المطففین : ۱ تا ۶)

''اُن کم دینے والوں کے لیے بڑی تباہی (اور بڑا عذاب ہے) جو دُوسرے لوگوں سے جب ناپ تول کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب دُوسروں کے لیے ناپتے یا تولتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا اُن کو یہ خیال نہیں ہے کہ وہ ایک بہت بڑے دِن اُٹھائے جائیں گے جس دِن کہ سارے لوگ جزا و سزا کے لیے رب العالمین کے حضور میں حاضر ہوں گے۔''

دُوسروں کے حق اور دُوسروں کی اَمانتیں اَدا کرنے کے لیے خاص طور سے حکم مِلا ہے :

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ (سُورۃ النساء : ۵۸)

''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ جن لوگوں کی جو اَمانتیں (اور جو حق) تم پر ہوں، وہ اُن کو ٹھیک ٹھیک اَدا کرو۔''

اور قرآن شریف ہی میں دو جگہ اَصلی مسلمانوں کی یہ صفت اور پہچان بتلائی گئی ہے :

﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمَانَاتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ﴾ (سُورۃ المومنون : ۸)

''اور جو اَمانتوں کے اَدا کرنے والے اور وعدوں کا پاس رکھنے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے اَکثر خطبوں اور وعظوں میں اِرشاد فرمایا کرتے تھے :

''یاد رکھو ! جس میں اَمانت کا وصف نہیں، اُس میں اِیمان بھی نہیں، اور جس کو اپنے عہد اور وعدے کا پاس نہیں اُس کا دین میں کچھ حصہ نہیں۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''منافق کی تین نشانیاں ہیں (۱) جھوٹ بولنا (۲) اَمانت میں خیانت کرنا (۳) اور وعدہ پورا نہ کرنا۔''

تجارت اور سوداگری میں دھوکہ فریب کرنے والوں کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا :

''جو دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں اور مکر و فریب دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔''

یہ بات حضور ﷺ نے اُس وقت اِرشاد فرمائی جبکہ ایک دفعہ مدینے کے بازار میں آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بیچنے کے لیے اُس نے غلے کا ڈھیر لگا رکھا ہے لیکن اُوپر سوکھا غلہ ڈال رکھا ہے اور اَندر کچھ تری ہے، اِس پر آپ نے یہ اِرشاد فرمایا : ''ایسے دھوکے باز ہماری جماعت سے خارج ہیں۔''

پس جو دُکاندار گاہکوں کو مال کا اچھا نمونہ دکھائیں اور جو عیب ہو اُس کو ظاہر نہ کریں تو حضور ﷺ کی اِس حدیث کے مطابق وہ سچے مسلمانوں میں سے نہیں ہیں اور خدا نہ کرے وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جو کوئی ایسی چیز کسی کے ہاتھ بیچے جس میں کوئی عیب اور خرابی ہو اور گاہک پر وہ اُس کو ظاہر نہ کرے تو ایسا آدمی ہمیشہ اللہ کے غضب میں گرفتار رہے گا (اور ایک اور روایت میں ہے) کہ ہمیشہ اللہ کے فرشتے اُس پر لعنت کرتے رہیں گے۔''

بہرحال اِسلامی تعلیم کی رُو سے تجارت اور کاروبار میں ہر قسم کی دَغابازی اور جعل سازی حرام اور لعنتی کام ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والوں سے اپنی بے تعلقی کا اعلان فرمایا ہے اور اُن کو اپنی جماعت سے خارج بتلایا ہے۔

اِسی طرح سود اور رِشوت کا لین دین بھی (اگرچہ دونوں طرف کی رضامندی سے ہو) قطعًا حرام ہے اور اُن کے لینے دینے والوں پر حدیثوں میں صاف صاف لعنت آئی ہے۔ سود کے متعلق تو مشہور حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

''اللہ کی لعنت ہو سود کے لینے والے پر اور دینے والے پر اور سودی دَستاویز لکھنے والے پر اور اُس کے گواہوں پر۔''

اور اِسی طرح رِشوت کے بارے میں حدیث شریف میں ہے :

''رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی رِشوت لینے والے اور دینے والے پر۔''

ایک حدیث میں یہاں تک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''جس شخص نے کسی آدمی کے لیے کسی معاملہ میں (جائز) سفارش کی پھر اُس آدمی نے اِس سفارش کرنے والے کو کوئی تحفہ دیا اور اُس نے یہ تحفہ قبول کرلیا تو یہ بھی اِس نے بڑا گناہ کیا (گویا یہ بھی ایک طرح کی رِشوت اور ایک قسم کا سود ہے)۔''

بہرحال رِشوت اور سود کا لین دین اور تجارت میں دھوکہ بازی اور بے اِیمانی اِسلام میں یہ سب یکساں طور پر حرام ہیں اور اِن سب سے بڑھ کر حرام یہ ہے کہ جھوٹی مقدمہ بازی کے ذریعہ محض یا محض زبردستی کسی دُوسرے کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ کرلیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ :

''جس شخص نے کسی کی زمین کے کچھ حصے پر ناجائز قبضہ کیا تو قیامت کے دِن (اُس کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ) زمین کے اُس ٹکڑے کے ساتھ وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا یہاں تک کہ سب سے نیچے کے طبقے تک دھنستا چلا جائے گا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

''جس شخص نے (حاکم کے سامنے) جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کی کسی چیز کو ناجائز طریقے سے حاصل کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے دوزخ کی آگ واجب کر دی ہے اور جنت اُس کے لیے حرام کردی ہے۔ یہ سن کر کسی شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! اگرچہ وہ معمولی چیز ہو ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ہاں ! اگرچہ وہ پیلو کے جنگلی درخت کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔''

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مقدمہ باز کو آگاہ کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

''دیکھو ! جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی دُوسرے کا کوئی بھی مال ناجائز طریقے سے حاصل کرے گا وہ قیامت میں اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہوگا۔''

(باقی صفحہ ۵۳)

قسط : ۸

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ﴾

حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اِسماعیل علیہ السلام اور حضرت اِسحاق علیہ السلام تھے، حضرت اِسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا کیے، حضرت یوسف علیہ السلام بھی آپ کے بیٹے ہیں، بچپن میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک رات خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند اُنہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے اِس خواب کا تذکرہ کیا، حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی بصیرت سے سمجھ گئے کہ عنقریب حضرت یوسف علیہ السلام بلند مرتبہ پر فائز ہوں گے اور اُن کے بھائی اُن کے تابع ہوں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آپ کو نصیحت فرمائی کہ اپنے اِس خواب کو راز میں رکھیں اور بھائیوں کے سامنے بیان نہ کریں، مبادا بھائی حسد کرنے لگیں اور ایذا رسانی پر اُتر آئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی دیکھتے تھے کہ اُن کے والدِ محترم حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے حقیقی بھائی بنیامین سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اُنہیں سب پر ترجیح دیتے ہیں اِس لیے وہ اِن دونوں بھائیوں سے اور بالخصوص حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرتے تھے۔ آپ کی والدہ حضرت راحیل آپ کے بچپن میں ہی اِنتقال کر گئیں تھیں، ایک دِن سب بھائی جمع ہوئے تو ایک بھائی کہنے لگا :

﴿ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْہُ اَرْضًا یَّخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ﴾ (سُورہ یوسف : ۹)

''مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک میں کہ تم پر تمہارے باپ کی توجہ خالص رہے اور اُس کے بعد نیک ہو رہنا۔''

یہ سن کر سب سے بڑا بھائی جو زیادہ عقلمند تھا کہنے لگا کہ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی اور دین بھی اِس کی اِجازت نہیں دیتا یوسف تو ابھی بچہ ہے یہ کسی ایسے جرم وقصور کا مرتکب نہیں ہوا کہ اُس کی پاداش میں اِسے قتل کیا جائے لیکن اگر تمہیں اِس سے چھکارا پانا ہو تو بیت المقدس کے کنویں میں ڈال دو یہاں سے گزرنے والا کوئی قافلہ اِسے اُٹھا کر اپنے ساتھ کہیں دُور لے جائے گا۔

تمام بھائی بڑے بھائی کے اِس مشورے پر متفق ہو کر والدِ محترم کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ یوسف کو ہمارے ساتھ کھیلنے کے لیے بھیج دیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یوسف علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے کہ وہ اُنہیں قصداً یا بھول کر کہیں تنہا نہ چھوڑ دیں اور اُنہیں بھیڑیا کھالے، بھائیوں نے جب پوری طرح حفاظت کا یقین دِلایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اِجازت دے دی۔

برادرانِ یوسف، حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر سیر کے لیے نکلے اور گھر سے دُور جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص اُتاری اور اُنہیں کنویں میں ڈال دیا اور قمیص کو خون آلود کر کے شام کو جھوٹ موٹ روتے سسکتے ہوئے باپ کے پاس آکر کہنے لگے : اَبا جان! ہم نے کپڑوں کے پاس یوسف علیہ السلام کو بٹھا کر دوڑ کا مقابلہ کیا کہ دیکھتے ہیں کہ کون آگے بڑھتا ہے، جب واپس آئے تو دیکھا کہ بھیڑیا یوسف کو کھا چکا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اُن کی باتیں سن کر سخت غمزدہ ہوئے اُور اُنہیں یقین ہو گیا کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے۔

کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قلبِ اَطہر پر اللہ تعالیٰ نے سکینت اور اِطمینان کی کیفیت نازل فرمادی۔ مصر جانے والے ایک قافلے کا کنویں کے پاس سے گزر ہوا تو ایک شخص پانی لینے کے لیے کنویں کے پاس آیا، جب اُس نے کنویں میں ڈول لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام اُس کے

ساتھ چمٹ گئے اور کنویں سے باہر نکل آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اُسے بڑی فرحت اور خوشی ہوئی وہ آپ کو کنویں سے نکال کر اپنے ساتھ لے گیا۔ یوں قافلہ یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر آپ کو فروخت کر دیا گیا۔ عزیزِ مصر نے جو مصر کا وزیرِ خزانہ تھا آپ کو خریدا، عزیزِ مصر نے جو دیکھا کہ آپ شریف الاصل اور پاکیزہ صفات کے حامل ہیں تو اپنی بیوی ذُلیخا کو ہدایت کی کہ آپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ اُن دونوں کے زیرِ سایہ عیش و عشرت کے ساتھ آپ کی پرورِش ہوئی حتی کہ آپ جوان ہوگئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اِنتہائی حسین و جمیل اور طاقتور جسم کے مالک تھے لہٰذا عزیزِ مصر کی بیوی کو آپ اچھے لگے اور وہ آپ پر فریفتہ ہوگئی، وہ بڑی بن سنور کر آپ کے سامنے آتی تاکہ اِس کی طرف آپ کا میلان ہو لیکن آپ اِس سے اِعراض کرتے اور نگاہیں جھکا لیتے۔ ایک دِن عزیزِ مصر کی بیوی نے اپنے شوہر کو محل سے باہر نکلتے دیکھ کر خود کو تیار کیا اور تمام دروازے بند کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی، آپ نے اِنتہائی شدت کے ساتھ اِنکار کیا اور فرمانے لگے :

﴿ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (سُورہ یوسف : ۲۳)

''خدا کی پناہ، وہ عزیز مالک ہے میرا، اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو، بے شک بھلائی نہیں پاتے وہ لوگ جو بے اِنصاف ہوں۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اِجتناب کیا اور اپنے مربی کے اِحسانات کی پاسداری کی اور کسی قسم کے گناہ میں مبتلا نہ ہوئے اِس کے باوجود عزیزِ مصر کی بیوی اپنے مطالبے پر ڈتی رہی۔ آپ محل سے باہر نکلنے کے لیے دروازے کی طرف بڑھے، اُس نے کپڑے کو پکڑ کر آپ کو روکنا چاہا، آپ کی قمیص پیچھے سے پھٹ گئی۔ آپ جیسے ہی دروازہ کھول کر بار نکلے تو عزیزِ مصر باہر کھڑا تھا، عزیزِ مصر کی بیوی نے خاوند کو سامنے کھڑا پایا تو اپنے عیوب کی پردہ پوشی اور آپ کو اِلزام دینے کے لیے کہنے لگی :

﴿مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (سُورہ یوسف : ۲۵)

''اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔''

آپ نے تہمت کی نفی کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

﴿هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ﴾ (سُورہ یوسف : ۲۶)

''اِسی نے خواہش کی مجھ سے''

عزیزِ مصر کی بیوی کے خاندان میں سے ایک شاہد نے یہ معاملہ نبٹاتے ہوئے کہا کہ قمیص دیکھ لی جائے اگر وہ سامنے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی ہے اور آپ جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پشت کی جانب سے پھٹی ہوئی ہے تو آپ سچے ہیں اور عورت جھوٹی ہے۔ جب عزیزِ مصر نے قمیص کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو اُسے یقین ہوگیا کہ اُس کی بیوی جھوٹ بول رہی ہے اور یوسف علیہ السلام تہمت سے بری ہیں۔ تو عزیزِ مصر نے آپ سے درخواست کی کہ اِس واقعہ کو راز میں رکھیے اور اِس کا کسی سے ذکر نہ کیجئے اور اپنی بیوی سے کہنے لگا :

﴿اِسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ﴾ (سُورہ یوسف : ۲۹)

''عورت ! تو بخشوا اپنے گناہ، بے شک تو ہی گناہگار تھی۔''

اِس واقعہ کا شہر میں چرچا ہوا، عورتوں نے بھی اِس واقعہ کو سنا اور اُنہوں نے اپنا موضوعِ سخن ہی حضرت ذُلیخا کا یہ فعل بنالیا اور ہر وقت عزیزِ مصر کی بیوی کا مذاق اُڑانے لگیں۔ لہٰذا عاجز آکر عزیزِ مصر کی بیوی نے سوچا کہ اگر وہ کسی تدبیر سے اِن عورتوں کو یوسف علیہ السلام کا دیدار کرادیں تو وہ مجھے معذور سمجھیں گی۔ اپنی اِس تدبیر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے عزیزِ مصر کی بیوی نے اُن عورتوں کو محل میں بلایا اور اُنہیں نرم و گداز بستر پر بٹھا کر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دے دی اور سامنے پھل رکھ دیے تاکہ وہ چھری سے پھل کاٹ سکیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بلالیا جب اُنہوں نے آپ کے

حسن و جمال کو دیکھا تو حیرت زدہ ہوگئیں اور غیر شعوری طور پر پھل کاٹنے کے بجائے ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔

﴿ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴾ (سُورہ یوسف : ۳۱)

''اور کہنے لگیں ماشاء اللہ ! نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ۔''

تب عزیزِ مصر کی بیوی نے اُن سے کہا یہی تو وہ جوان ہے جس کے ساتھ میرے تعلق پر تمہیں تعجب تھا، میں نے اِس کو بہلانے کی کوشش کی لیکن یہ میرے بہکاوے میں نہیں آیا۔ اگر اُس نے میری بات نہ مانی تو میں اِسے قید کروں گی۔ آپ اِس دھمکی سے ذرّہ برابر خوفزدہ نہ ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ مجھے عورتوں کے مکر وفریب سے دُور رکھ۔

﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (سُورہ یوسف :۳۳)

''اے رب ! مجھ کو قید پسند ہے اِس بات سے جس کی طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اَگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے اُن کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا اُن کی طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل۔''

فتنہ کے اور اِن باتوں کے پھیلنے کے خوف سے عزیزِ مصر کے حکم پر آپ قید کر دیے گئے۔ آپ کے ساتھ جیل میں دو شخص اور بھی تھے۔ ایک بادشاہ کا ساقی یعنی شراب پلانے والا اور دُوسرا بادشاہ کا باورچی جو بادشاہ کے لیے کھانا تیار کرتا تھا۔ جیل میں باورچی اور ساقی دونوں نے خواب دیکھا۔ دونوں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے ساقی نے اپنا خواب سنایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اَنگور نچوڑ رہا ہوں۔ نان بائی نے خواب سنایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے سر پر روٹیاں رکھی ہیں جنہیں پرندے نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے اپنے خوابوں کی تعبیر دریافت کی۔ (باقی صفحہ ۳۴)

قسط : ۲۹

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوئی ؒ ﴾

اَمیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفّان ذوالنّورین ؓ

حضرت عثمان ؓ کے متعلق صحابہ کرام ؓ کے بعض اَقوال :

اَکابر صحابہ ؓ نے اَمیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی مدح وثنا میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے یہاں اُن میں سے چند اَقوال نقل کیے جاتے ہیں :

☆ قیس بن عباد ؒ کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ میں تیرے سامنے خونِ عثمان ؓ سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں جس روز عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مجھے اِس قدر غم ہوا کہ میری عقل زائل ہوگئی اور مجھے اپنی زندگی بری معلوم ہوئی، لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تو میں نے کہا کہ میں اللہ سے حیا کرتا ہوں کہ اُن لوگوں کی بیعت قبول کروں جنہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جس کی شان میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ فرشتے اُس سے حیا کرتے ہیں اور مجھے اِس بات سے شرم آتی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے اور اُن کو دفن سے بھی روکا جاتا ہے۔

محمد بن حاطب ؒ کہتے ہیں کہ میں مدینے آنے لگا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے اَمیر المومنین ! اگر لوگ ہم سے حضرت عثمان ؓ کی بابت پوچھیں تو ہم کیا کہیں ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم یہ کہہ دینا کہ اللہ کی قسم عثمان ؓ اِس آیت کے مصداق تھے :

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

''جو لوگ اِیمان لائے پھر اُنہوں نے تقوی اِختیار کیا اور نیک کام کیے اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

☆ ایک روز حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو ! آج شب کو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ عرش کے اُوپر جلوہ فرما ہے پھر رسولِ خدا ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پائے کے پاس کھڑے ہو گئے پھر اَبو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسولِ خدا ﷺ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اِس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، اُن کے ہاتھ میں اُن کا کٹا ہوا سر تھا اور اُنہوں نے آکر کہا اے پروردِگار ! اپنے بندوں سے پوچھ مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے ؟ اُن کے یہ کہتے ہی دو پرنالے خون کے زمین پر بہا دیے گئے۔'' کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایسا بیان فرماتے ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا ہے سچ کہتے ہیں۔

☆ حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اے لوگو تم نے جو ظلم عثمان رضی اللہ عنہ پر کیا اگر اِس کہ وجہ سے اُحد کا پہاڑ ہٹ جاتا تو حق بجانب تھا۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ مصری لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بغاوت کر کے آئے ہیں کیا کریں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا قتل کر دیں گے مگر وہ جنت میں جائیں گے اور اُن کے قاتل دوزخ میں جائیں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیں گے تو پھر اُن کا بدلہ نہ پائیں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرنا ورنہ پھر تمہاری تلوار قیامت تک آپس ہی میں چلتی رہے گی، جب کوئی قوم اپنے نبی کو قتل کرتی ہے تو اُس کے بدلے ستر ہزار آدمی قتل کیے جاتے ہیں اور اگر خلیفۂ نبی کو قتل کرتی ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں اور شہادت کے بعد فرمایا لوگوں نے اپنے اُوپر فتنوں کا دروازہ کھول لیا ہے جو اَب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

☆ حضرت اَبو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے سر کے بل چلنے

کا حکم دیتے تو میں سر کے بل چلتا۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دِن بہت روئے۔

☆ حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بہت غمگین تھے، فرماتے تھے کہ لوگوں کو تو صرف ایک غم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک زنبیل چھوہاروں سے بھری ہوئی رسولِ خدا ﷺ نے مجھے دی تھی اور برکت کی دُعا فرمائی تھی، وہ زنبیل ہر وقت میری کمر میں رہتی تھی نہ معلوم کتنے چھوہارے اُس میں سے نکال نکال کر میں نے کھائے اور سیروں چھوہارے اُس میں سے نکال نکال کر اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہوتے ہی وہ زنبیل میری کمر سے کہیں غائب ہوگئی۔ معلوم ہوا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے برکاتِ نبوت اُٹھ گئیں۔

حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک شعر بھی اِس کے متعلق منقول ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِی الْیَوْمَ هَمَّانِ ۔۔۔ هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانٗ

''آج لوگوں کو تو صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غموں سے سابقہ پڑ گیا ہے، ایک زنبیل کے جاتے رہنے کا اور ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔''

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر سب لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر متفق ہوگئے ہوتے تو یقیناً آسمان سے پتھر برستے۔

☆ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو سن کر فرمایا کہ لوگوں نے اُنہیں قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے تھے۔

☆ حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء کے حاکم تھے، جب اُن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو اُنہوں نے خطبہ پڑھا اور بہت روئے

اور پھر فرمایا کہ اَب خلافتِ نبوت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے جاتی رہی اَلبتہ اَب سلطنت اور بادشاہت ہوگی۔

بکثرت اَحادیثِ نبویہ میں یہ مضمون وارِد ہوا ہے کہ خلافت کا سب سے اَعلیٰ درجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ختم ہو جائے گا۔ خلافت کے اِس اَعلیٰ مرتبے کو حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافتِ خاصہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، ایسا ہی ظہور میں بھی آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے باوجودیکہ خلافتِ خاصہ کے تمام اَوصاف وشرائط اُن میں موجود تھے مگر سب مسلمانوں کا اِتفاق اُن پر نہ ہوا۔ ایک بڑی جماعت مسلمانوں کی اُن کی مخالف ہی رہی اور حضرت معاویہؓ کی خلافت پر گو تمام مسلمانوں کا اِتفاق ہو گیا مگر اُن میں وہ اَوصاف وشرائط نہ پائے جاتے تھے جو خلافتِ خاصہ کے لیے ضروری ہیں بہرحال خلافتِ خاصہ ختم ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. (جاری ہے)

بقیہ : حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے اِس موقع کو غنیمت جانا، پہلے تو اُنہیں دعوت اِلی اللہ دی اور اُن کے سامنے کفر وشرک کا اَنجام بیان کیا۔ اِس کے بعد ساقی کے خواب کی تعبیر بتلائی کہ عنقریب اُسے جیل سے رہائی ملے گی اور وہ اپنے سابقہ عہدے پر بحال ہو جائے گا اور دُوسرے شخص یعنی نان بائی کو بتایا کہ تجھے سولی پر لٹکا یا جائے گا اور شکاری پرندے تیرا گوشت نوچیں گے۔ پھر آپ نے ساقی سے درخواست کی کہ رہائی کے بعد بادشاہ کو میرے بارے میں بتانا کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھے ظلماً قید کیا گیا ہے، ساقی دوبارہ بادشاہ کو پلانے کی ذمہ داری پر مامور ہوا لیکن وہ بادشاہ کے سامنے آپ کا تذکرہ کرنا بھول گیا جس کی وجہ سے آپ کو طویل مدت جیل میں رہنا پڑا۔ (جاری ہے)

قسط : ۵

فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدباب کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ اِسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ﴾

فرقہ واریت کا سدباب کیسے ؟

جب فرقہ واریت کی حقیقت اور فرقہ واریت کے سبب کی تشخیص ہو چکی تو اَب اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ فرقہ واریت کا سدباب کیا ہے ؟

قارئینِ کرام ! جب آپ حضرات معلوم کر چکے کہ فرقہ واریت کا سبب کتاب وسنت کی نئی نئی تشریحات ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کتاب وسنت اور شریعتِ محمدیہ کی مکمل تشریح صدیوں پہلے ہو چکی ہے جس کو تابعین کے دور میں مدوّن کر دیا گیا تھا پھر وہ اُمت میں پورے تواتر کے ساتھ علم وعمل کی لائن سے چلتی رہی ہے اور اِسلامی حکومتوں میں بطورِ قانون نافذ رہی ہے اور وہ اَب تک محفوظ ہے اور اکثر دینی مدارس میں اُسی تحقیق وتشریح کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے تو اَب فرقہ واریت کو ختم کرنے کا طریقہ اور فرقہ واریت کے سدباب کا فارمولا تلاش کرنا کوئی مشکل اَمر نہیں رہا کہ جو حکومت واقعی فرقہ واریت کا خاتمہ چاہتی ہے اور محض علماء کے وقار کو مجروح کرنا، علماء سے عوام کو متنفر کرنا اور عوام میں اپنی مقبولیت پیدا کرنا مقصود نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی حکومتی طاقت وقوت اور حکومتی اِختیارات کے ذریعہ کتاب وسنت کی جدید تحقیقات اور جدید تشریحات کو بند کر کے سب کو اُسی پہلی متواتر ومتوارث تحقیق وتشریح کا پابند کردے کیونکہ جب کتاب وسنت کی تشریح ایک ہوگی تو پوری اُمت نہ سہی تو ملکی حد تک پوری قوم مذہبی یک جہتی کے رنگ میں رنگی جائے گی اور مذہبی اِعتبار سے ایک ہو جائے گی اور اَگر خدانخواستہ اِبتدائی طور پر ایک نہ بھی ہوگی تو فرقہ واریت کے وبائی مرض پر اِنشاء اللہ العزیز اَٹھانوے فیصد کنٹرول ضرور ہو جائے گا پھر رفتہ رفتہ دو فیصد فرقہ واریت کا خاتمہ اَز خود ہو جائے گا، سو جو حکومت بھی

فرقہ واریت کے ختم کرنے میں مخلص ہے اُس کے لیے یہ اِقدام ناگزیر ہے اور حکومت کے لیے یہ اِصلاحی اِقدام کرنا کوئی مشکل نہیں، اگر یہ معاملہ وزارتِ مذہبی اُمور کے اِختیار میں دے دیا جائے اور عدالتوں کو باقاعدہ مذہبی کیسوں کی سماعت و فیصلہ کا اِختیار دے دیا جائے اور عدالت میں جو شخص بھی کتاب سنت کی متواتر و متوارث تحقیق و تشریح سے منحرف ثابت ہو جائے وہ فرقہ واریت کا مجرم ہے اُس کو عدالت کی طرف سے قرار ِواقعی سزا مل جائے تو فرقہ واریت کے سوتے خود ہی خشک ہو جائیں گے اور فرقہ واریت کے غلیظ گڑھے ختم ہو جائیں گے۔

تاریخ اِسلام کے ترقی یافتہ اور روشن دور میں اِسلامی حکومتوں میں یہی دستور تھا چنانچہ اَمیر المؤمنین خلفیۃ الرسول سیّدنا حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب جس نے نبوت محمدی کے مقابلہ میں اپنی جھوٹی نبوت کا دعوی کر رکھا تھا اور اپنی اچھی خاصی قوت تیار کر لی تھی، کے ساتھ جہاد کر کے ستر قراء صحابہ کرام کی قیمتی جانیں قربان کر کے اِس شجرہ خبیثہ کی جڑ کاٹ دی اور ہمیشہ کے لیے اِس فتنہ کو دفن کر دیا۔

اَمیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دور میں خارجیوں کا فتنہ وفرقہ وجود میں آیا جنہوں نے اپنی جدید تحقیق اور جدید نظریات کی وجہ سے ایک نیا مذہب اِیجاد کیا، اُن کا عقیدہ تھا کہ دینی معاملات میں کسی کو حکم بنانا کفر ہے اور جو آدمی اِس عقیدہ سے اِتفاق نہ کرے وہ کافر ہے اُس کا خون بہا دینا مباح ہے، یہ بھی اُن کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے۔ یہ فرقہ بارہ ہزار کی تعداد میں تھا جب اُنہوں نے یہ مذہب اِیجاد کر کے اُس کو رواج دینا چاہا تو اَوّلاً سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیج کر اُن کو سمجھایا اُن کے شکوک وشبہات کا اِزالہ کیا مگر جب یہ راہِ راست پر نہ آئے تو ثانیاً سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اُن پر فوج کشی کی اور فوجی طاقت کے ذریعہ اِس فتنہ کو کچل دیا گیا۔

اِس کے بعد اِسلامی حکومتوں کے فرائض میں شامل تھا کہ وہ ملکی سرحدات کی طرح حدود اللہ یعنی حدودِ دین کی بھی حفاظت کریں اور اِسلامی حکومتوں کے دور میں جب بھی کسی نے حدودِ دین کو پامال

کرنا اور کوئی نیا مذہب اِیجاد کر کے اُس کو رواج دینا چاہا اور کتاب و سنت کی متواتر تحقیق و تشریح کے مقابلہ میں اپنی جدید تحقیق کا سکہ چلانا چاہا تو اِسلامی حکومت پہلے مرحلہ میں علمائے اِسلام کے ذریعے دلائل سے اُن کو قائل و مطمئن کرنے کی کوشش کرتی اگر وہ مطمئن ہو کر توبہ کر لیتے تو اُن کو معاف کر دیا جاتا اور اگر وہ اپنے اِیجاد کردہ مذہب کے رواج دینے پر مصر ہوتے تو عدالت یا فوج کے ذریعہ اُن کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا جاتا۔

اِس سلسلہ میں اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں تو مزید شرحِ صدر ہو جائیگا، اَنگریز کے دور میں ایک اَنگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوٰی کیا، حکومت کی پشت پناہی اور حکومتی وسائل کے بل بوتے پر اَنگریز کا یہ خود کاشتہ پودہ پروان چڑھتا رہا حتی کہ یہ خوب جڑ پکڑ گیا پھر پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو قادیانی فرقہ اپنے مادّی وسائل اور پاکستان کی بے دین یا بد دین حکومتوں کی بے حسی و بے غیرتی کی وجہ سے حکومت کے حساس اِداروں اور کلیدی آسامیوں پر قابض ہو گیا اور قادیانی لوگ حکومت کے مختلف محکموں میں گھس گئے نتیجۃً یہ فرقہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔ دُوسری طرف مادّی وسائل سے محروم اور حکومت کے معتوب ''علماءِ حق'' قادیانیت کے رُوپ میں پھیلنے والی فرقہ واریت کے خلاف دلائل کی جنگ لڑتے رہے اور قادیانی فرقہ کی اِسلام و پاکستان دُشمنی کو طشتِ اَز بام کرتے رہے اور حکومت کے دروازہ پر دستک دے کر حکومت کو آگاہ کرتے رہے اور مسلمانوں کو ملت اِسلامیہ کے متواتر و مسلمہ عقیدہ ختمِ نبوت و نزولِ عیسٰی علیہ السلام دلائل کے ساتھ سمجھاتے رہے، سمجھا کر اِس فرقہ واریت سے بچانے اور سلف کے متواتر و متفقہ عقیدہ پر جمع رکھ کر مسلمانوں میں اِتحاد کی فضاء برقرار رکھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن بے دین، بے حس، بے شعور اور مفاد پرست حکومتوں نے غیر ملکی طاقتوں کا آلہ کار بن کر علماءِ حق کی طرف سے کی جانے والی اِتحاد اور دعوت اِتحاد کی عملی کوششوں کو فرقہ واریت کا عنوان دے کر علماء کو بدنام کیا اور اِس فرقہ واریت کے خلاف کام کرنے کے جرم میں ہزاروں علماء اور مسلمانوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ جیلوں میں بند کر کے اُن کو اَذیتیں پہنچائی گئیں اور اُن پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے اور ہزاروں کو شہید کر دیا گیا، یوں علماء کو فرقہ پرست اور

فرقہ واریت کے مجرم قرار دے کر اَصل فرقہ واریت کے جو ہڑ پر پردہ ڈال دیا گیا لیکن علماءِ حق نے ہمت نہ ہاری وہ اُمتِ مسلمہ کے متواتر و متفقہ عقیدہ ختم نبوت اور نزولِ عیسٰی علیہ السلام کی طرف دعوت دے کر متحد رکھنے کی کوشش بھی کرتے رہے اور قادیانیت کو قومی وحدت اور قومی سلامتی کے خلاف سازش بھی قرار دیتے رہے۔

بالآخر شیخ الاسلام، فقیہ ملت، مفتی اعظم، مفکر اِسلام مولانا مفتی محمودؒ اور وقت کے اَبوذر، شہنشاہ سیاست، سیف بے نیام شیر اِسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی کوششوں اور حجۃ الاسلام، سیّد السادات محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ اَمیر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان واَمیر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں پوری پاکستانی قوم کی تحریک کے نتیجہ میں قادیانیت کا پرانا مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ قادیانیوں کے پیشوا مرزا ناصر کو بھی قومی اسمبلی میں طلب کیا گیا، کئی روز تک بحث ہوتی رہی، اَلمختصر اینکہ قومی اسمبلی میں قادیانیت کو غیر مسلم اَقلیت قرار دے دیا گیا۔

اِس فیصلہ کے بعد پوری دُنیا میں قادیانی فرقہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ جن علماءِ حق کو قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے خاک وخون میں تڑپایا گیا یہ سراسر ظلم تھا اور یہ ظلم کرنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور پتہ چل گیا کہ قادیانیت فرقہ واریت تھی اور جو علماء وعوام قادیانیت کے خلاف کام کر رہے تھے وہ دَرحقیقت فرقہ واریت کے خلاف کام تھا، اُن کے مشن وکاز کی بنیاد اور اُس کا نتیجہ فرقہ واریت کا خاتمہ تھا نہ کہ فرقہ واریت پھیلانا اور قادیانیت کے خلاف اُن کی تبلیغی ودعوتی مہم اِتحاد اور دعوت کا مشن تھا، اِس کے برعکس قادیانی فرقہ اور اُس کے پشت پناہ فرقہ واریت کے پیکر اور فرقہ واریت کے مجرم۔ بہرکیف جب قومی اسمبلی نے یہ تاریخی فیصلہ کیا تو اِس فرقہ واریت کا عروج زوال میں اور ترقی پستی میں تبدیل ہوگئی اور کافی حد تک اِس پر کنٹرول ہو گیا اور اگر اُس فیصلہ پر پورا عمل درآمد ہوتا تو موجودہ حالت سے بھی صورتِ حال مختلف ہوتی جبکہ ہر حکومت غیر ملکی دباؤ کی وجہ سے اِس فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کرتی رہی لیکن اِس کے باوجود فرقہ واریت ختم کرنے کے حوالہ سے نتیجہ حوصلہ اَفزا رہا۔

اِسی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اِسماعیل شجاع آبادی کی کوششوں سے یوسف کذاب کا کیس لاہور کی عدالت میں زیرِ سماعت آیا، عدالت نے کئی ماہ کی سماعت کے بعد اُس کی سزا کا فیصلہ سنایا تو ہمیشہ کے لیے یوسف کا فتنہ اور اُس کی طرف سے پھیلائی جانے والی فرقہ واریت کا خاتمہ ہوگیا۔

کراچی کے گوہر شاہی فرقہ کا کیس بھی عدالت میں زیرِ بحث آیا اُس کے فرقہ وارانہ نظریات عدالت کے سامنے آئے تو عدالت نے اُس کو بھی عقائد حقہ متواترہ سے اِنحراف کر کے اپنے نئے عقائد کفریہ کی بنیاد پر نیا مذہب اور نیا فرقہ نکالنے پر سزا کا حکم سنایا تو گوہر شاہی فتنہ یا گوہر شاہی فرقہ دفن ہوگیا۔

کاش اگر میاں نواز شریف کے سابقہ دورِ حکومت میں بھٹو اسمبلی کی طرح نواز اسمبلی بھی تحفظ ناموس صحابہؓ واہلِ بیتؓ پاس کر کے قانون سازی کر دیتی یا کم اَز کم سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ میں فریقین کا مؤقف سن کر عدالتِ عالیہ کوئی مناسب فیصلہ کر دیتی، محض فرقہ واریت قرار دے کر حکومت اپنی طاقت کے زور پر ظلم ڈھانے اور مسئلہ دبانے کی رِیت اِختیار نہ کرتی تو نہ لشکر جھنگوی بنتا، نہ سپاہ محمد وجود میں آتا، نہ شیعہ سنی قتل و غارت ہوتی اور نہ ہی سپاہ صحابہ پر پابندی لگانی پڑتی کیونکہ سپاہ صحابہ کا اعلان تھا کہ اگر ناموسِ صحابہؓ واہل بیتؓ کو قانونی تحفظ دے دیا جائے تو ہم سپاہ صحابہ کو ختم کر دیں گے۔ لہٰذا جو حکومت بھی فرقہ واریت کو ختم کرنا چاہتی ہے اور ختم کرنا چاہیے تو وہ اَوّلاً فرقہ واریت کی حقیقت کو سمجھے کہ فرقہ واریت ہے کیا ؟ پھر فرقہ واریت کے مرتکب اَفراد کو نئے نظریات چھوڑ کر عقائدِ متواترہ کا پابند کیا جائے اگر وہ اُن کے پابند نہ ہوں تو بذریعہ عدالت اُن کو پابندِ سلاسل کر کے اُن کو جیل میں بند کر دیا جائے تاکہ ساتھ ہی فرقہ واریت بھی بند ہو جائے۔ (جاری ہے)

قسط : ۵

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

نکاح کرتے وقت کن باتوں کا خیال رہے ؟

اَولیاء اور والدین کا فرض :

نکاح کے متعلق لڑکوں، لڑکیوں کے والدین اور اُن کے اَولیاء پر بڑی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن سے عہدہ برآ ہونا اُن پر ضروری ہے مثلاً اُن پر ضروری ہے کہ بلوغ کے بعد ہی سے وہ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کی فکر شروع کر دیں اور جیسے ہی کسی درجہ میں مناسب رشتہ مِل جائے نکاح میں دیر نہ کریں حدیث میں آتا ہے کہ

''جس شخص کے اَولاد ہو وہ اُس کا اچھا نام رکھے اور اُسے اَدب سکھائے پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اُس کا نکاح کر دے اگر وہ بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کرے گا اور لڑکا کسی گناہ (زِنا) میں مبتلا ہوگا تو اِسکا گناہ اُس کے باپ پر (بھی) ہوگا۔'' (مشکوۃ)

واقعہ یہ ہے کہ بالغ ہو جانے کے بعد بلا کسی عذر اور سبب کے کنوارے لڑکے اور لڑکیوں کو نکاح سے باز رکھے رہنا معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہونے کا ایک بڑا سبب ہے، بعض جگہ تو یہ دیکھا گیا ہے کہ جب تک ۳۰ اور ۴۰ سال تک عمر نہ ہو جائے شادی ہی نہیں کی جاتی اور اِس سے کم عمر میں نکاح کو معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ نہایت جہالت وحماقت کی بات ہے اور ایک طرح کا ظلم ہے جس سے بچنا چاہیے ایک حدیث میں اِرشادِ نبوی ﷺ ہے کہ

''وہ عورت محتاج ہے، محتاج ہے جس کا شوہر نہ ہو، لوگوں نے پوچھا کہ اَگر چہ اُس کے پاس مال ہو، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ! اگر چہ اُس کے پاس مال ہو۔''

(جمع الفوائد بحوالہ اِصلاحِ اِنقلاب اُمت ۲/۲۹)

نکاحِ بیوگان :

دُوسری بڑی کوتاہی جو ہمارے معاشرہ میں رائج ہے اور جس سے بہت زیادہ اَولیاء وذمہ داران اعراض کرتے ہیں وہ بیوگان اور مطلقہ عورتوں کا دُوسرا نکاح نہ کرنا ہے، اِس میں بھی اِحتیاط لازم ہے قرآن کریم میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ مطلقہ عورتیں اگر نکاح کرنا چاہیں تو اُنہیں اِس عمل سے نہ روکو۔ (سورہ بقرہ ۲۳۲) اِس لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اَگر عذر نہ ہو اور ضرورت پائی جائے تو بیوگان کے نکاح میں خاندانی عرف ورواج کا خیال نہ کرتے ہوئے شرعی حکم کے مطابق پیش قدمی کی جائے، اِس طرح نہ صرف یہ کہ ایک بے سہارا عورت کی کفالت کا اِنتظام ہوگا بلکہ سنت کے احیاء کا ثواب ملے گا اور غیروں کو اِسلامی عائلی قوانین میں دَخل اَندازی کا موقع ختم ہو جائے گا۔

نکاح کی تقریب :

تقریبِ نکاح کا اِنعقاد شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ دینی و دُنیوی برکتوں سے سرفراز ہوا جا سکے، اِس بارے میں درجِ ذیل ہدایتوں کو سامنے رکھا جائے۔

(۱) ایک عمومی ضابطہ تو یہ ہے کہ پوری تقریب میں اِسرافِ بے جا اور فضول خرچیوں سے ہر ممکن اِحتراز کیا جائے، آنحضرت ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے : سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ ہو۔'' (مشکوۃ شریف)

(۲) نکاح کی مجلس بر سرِ عام منعقد کی جائے، اِرشادِ نبوی ﷺ ہے : نکاح کا اِعلان کرو۔ (مشکوۃ شریف ۲۶۸) جس نکاح کا عام اعلان نہ ہو وہ اگر شرائط کے مطابق ہو تو اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے لیکن اِس طرح کے نکاحوں میں بہت سے مفاسد ہیں جن سے اِجتناب کرنا چاہیے۔

(۳) نکاح مسجد میں کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے '' نکاح مساجد میں کیا کرو'' (مشکوۃ شریف ۲/۲۶۸) حقیقت یہ ہے کہ مسجد میں نکاح بہت سی خرابیوں کو روکنے کا سبب ہے اور عبادت ہونے کی بنا پر اِس کا مسجد میں ہی اَنجام پانا زیادہ مناسب ہے۔

(۴) بہتر ہے کہ اِس مبارک تقریب کا اِنعقاد جمعہ کے دِن کیا جائے۔ (دُرمختار)

(۵) دُولہا کے گلے میں پھولوں اور نوٹوں کا ہار ڈالنا اور سہرا باندھنا، یہ سب ہندوانی رسمیں ہیں، اِن سے اِحتراز کیا جائے۔

(٦) نکاح کے عقد سے پہلے ''خطبہ مسنونہ'' پڑھا جائے۔ (دُرمختار) یہ خطبہ حمد وصلوۃ اور مناسب آیات واَحادیث پر مشتمل ہونا چاہیے۔

(۷) تقریبِ نکاح کے دوران خاص طور پر اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ کوئی خلافِ شرع رسم ورواج اور گناہ کا کام نہ ہو مثلاً فوٹو کھینچنا، ویڈیو فلم بنانا، وغیرہ۔

(۸) نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے عمومی دعوت کے اہتمام پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے اِس لیے اِسے ضروری یا مسنون نہ سمجھا جائے، یہ دعوت زیادہ سے زیادہ مباح کے درجہ میں ہے۔

(۹) رسم ورواج کے مطابق لمبی باراتیں لیجانا بھی شرعاً مذموم ہے، اِس طریقہ کو ترک کیا جائے۔

(جاری ہے)

اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص

قسط : ۵

فضائلِ سورۂ اِخلاص

﴿ الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونی ، مترجم مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب ﴾

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۱۱ھ) کے شاگرد حضرت علامہ یوسف بن عبداللہ بن سعید الحسینی الارمیونی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۹۵۸ھ) کی تصنیف ''اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص'' جو سورۂ اِخلاص کی فضیلت پر چالیس اَحادیث نبویہ پر مشتمل ہے ، اِس کا اُردو ترجمہ جامعہ مدنیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م : ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ھ) کے فرزندِ اَرجمند حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب نے کیا ہے جس کی اِفادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔(اِدارہ)

یوم ِعرفہ میں پڑھنے کی فضیلت :

(۲۴) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ''مَامِنْ مُسْلِمٍ یَقِفُ عَشِیَّۃَ عَرْفَۃَ فَیَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ بِوَجْھِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ مِائَۃَ مَرَّۃٍ. ثُمَّ یَقْرَأُ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾مِائَۃَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اِلَّا قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَا مَلَائِکَتِیْ مَاجَزَاءُ عَبْدِیْ ھٰذَا ؟ سَبَّحَنِیْ وَھَلَّلَنِیْ وَکَبَّرَنِیْ وَعَظَّمَنِیْ وَعَرَفَنِیْ وَاَثْنٰی عَلَیَّ وَصَلّٰی عَلٰی نَبِیِّ اِشْھَدُوْا یَا مَلَائِکَتِیْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ وَشَفَّعْتُہٗ فِیْ نَفْسِہٖ وَلَوْ سَاَلَنِیْ عَبْدِیْ ھٰذَا لَشَفَّعْتُہٗ فِیْ اَھْلِ الْمَوْقِفِ کُلِّھِمْ.'' (شعب الایمان للبیھقی ۳۷۸۰)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو مسلمان میدانِ عرفات میں زوال کے بعد وقوف کرے اور پھر قبلہ رُو ہو کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ سو مرتبہ پڑھے پھر سو مرتبہ (سورۂ) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھے پھر سو مرتبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے اِس بندے کا کیا بدلہ ہے جس نے میری پاکی بیان کی اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور میری بڑائی بیان کی اور میری عظمت بیان کی اور مجھے پہچانا اور میری ثناء کی اور میرے نبی پر درود پڑھا، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اُس کی اپنی ذات کے بارے میں سفارش قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ تمام اہلِ عرفات کے لیے دُعا کرتا سفارش کرتا تو یہ بھی میں قبول کر لیتا۔''

(۲۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ مَائَةَ مَرَّةٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اَحَدًا رُفِعَ لَهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عَمَلُ خَمْسِيْنَ صِدِّيْقًا. (فردوس دیلمی ، درِمنثور ج ۶ ص ۴۴)

'' حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کیے بغیر (سورۂ) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی تو اُس دِن اُس کے لیے پچاس صدیقین کے عمل کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔''

✡ ✡ ✡

قسط : ۱

ڈیجیٹل تصویر

دارُالعلوم دیوبند کا مؤقف اور فتاوٰی

﴿ حضرت مولانا مفتی زین الاسلام صاحب قاسمی اِلٰہ آبادی، اِنڈیا ﴾

زیر نظر فتاوٰی ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں ہیں جو اَزہر الہند دارُالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور سے جاری کیے گئے ہیں، مذکورہ بالا دونوں اِداروں کے حضراتِ مفتیان کرام نے ڈیجیٹل تصویر کو بھی ممنوع تصویر کے حکم میں داخل کر کے اُس کے ناجائز و حرام ہونے کا فتوی دیا ہے، عام مسلمانوں کے فائدے کے پیش نظر مندرجہ ذیل فتاوٰی شائع کیے جا رہے ہیں۔ (اِدارہ)

سوال : بعض اہلِ علم کا رُجحان ڈیجیٹل تصویر کے جواز کی طرف ہے جس کی بنیاد دو باتوں پر ہے :

❶ یہ اَشبہ بالعکس ہے جو پائیدار نہیں ہے، اِس لیے تصویر کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

❷ اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط قسم کے پروپیگنڈے میڈیا کے ذریعے کیے جا رہے ہیں جن کے دفاع کے لیے ٹی وی پر آنے کی شدید ضرورت پیدا ہوگئی ہے، اِس رُجحان پر مبنی ایک بڑے اِدارے کا مفصل فتوی مفتی عبدالرحمٰن صاحب نے بنگلہ دیش سے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ سابق مہتمم دارُالعلوم دیوبند کی خدمت میں اِرسال کر کے اِس مسئلے میں دارُالعلوم دیوبند کا مؤقف معلوم کیا تھا، مفتی عبدالرحمٰن صاحب کی تحریر درج ذیل ہے :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

گرامی قدر محترم المقام حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون !

اُمید ہے کہ مزاجِ گرامی بخیر وعافیت ہوں گے، ہم بھی بحمداللہ خیریت سے ہیں، خدمتِ اَقدس میں ضروری عرض یہ ہے کہ دارُالعلوم کراچی پاکستان سے ایک فتوی بندے کے پاس ایک خط کے ساتھ آیا ہے جس میں اِس فتوی کے سلسلے میں رائے طلب کی گئی ہے، اِس فتوی کو اچھی طرح پڑھا، تحریر میں تیزی تو بہت ہے مگر قلب منشرح نہیں، اِس قسم کا فتوی لکھنے والا عموماً نوجوانوں کا طبقہ ہے اور بندہ اَکابر دیوبند کے اَفکار ونظریات کو ماننے اور چلنے کا پابند ہے، اِسی بنا پر حضرت والا کے پاس فتوی کے سارے کاغذات اِرسال ہیں اور یہ دریافت طلب ہے کہ اِس مسئلے میں دارُالعلوم دیوبند کا مؤقف کیا ہے ؟ اِس کی وضاحت فرمانے کا اُمیدوار ہوں ، دارُالافتاء اِس لیے نہیں بھیجا کہ مجھے فتوی حاصل کرنا نہیں بلکہ دارُالعلوم دیوبند کے مؤقف سے مطلع ہونا چاہتا ہوں۔ والسلام

مفتی عبدالرحمٰن

رئیس ومؤسس مرکز الفکر الاسلامی بنگلہ دیش

بشوندرا، ڈھاکہ، جامعۃ الابرار ریورویو، ڈھاکہ

حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی عبدالرحمن صاحب کی طرف سے مرسلہ مفصل فتوی، دارُالافتاء بھیج کر رائے طلب فرمائی تو مفتیانِ دارُالعلوم دیوبند نے سب تحریریں پڑھ کر منسلکہ جواب فتوی کی شکل میں پیش کیا۔ (646/ب 1430ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم گرامی مرتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معالیکم

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

آپ نے فتاوے اِرسال کرکے دارُالعلوم دیوبند کا مؤقف معلوم کیا ہے، اِس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے تحت اِسکرین پر جو مناظر یعنی تصویریں وغیرہ آتی ہیں، وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں، یہ سینما کی تصویروں کے مثل ہیں، فرق اِتنا ہے کہ سینما میں ریز (بہانے والا کسی چیز کا ٹکڑا) سامنے سے ڈالی جاتی ہے اور ٹی وی میں پیچھے سے، جو مفاسد سینما کی تصویروں سے پیدا ہوتے ہیں، وہی سارے مفاسد ٹی وی کی تصویروں سے بھی پیدا ہوتے ہیں، اِس لیے اِن تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا، دارُالعلوم دیوبند کے اَربابِ اِفتاء کا فتویٰ اور مؤقف یہی ہے، اَلبتہ شرعی ضرورت اور اِضطرار کی حالت کے اَحکام اور ہوں گے۔

فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ (مفتی دارُالعلوم دیوبند)

۲۸ / ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

محمود حسن بلندشہری غفرلہٗ، وقار علی غفرلہٗ، فخر الاسلام عفی عنہ

زین الاسلام قاسمی اِلٰہ آبادی (نائب مفتی دارُالعلوم دیوبند)

تصویر سے متعلق ایک اور فتوٰی

اَز حضرت مفتی محمود حسن بلند شہری (نائب مفتی دارالعلوم دیو بند)

محترم المقام حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال : دیگر عرض خدمت عالیہ اینکہ تصویر کشی اور تصویر سازی کی حرمت اَظہر من الشّمس ہے اور کسی مفتی نے اِس کی حلت کا فتوٰی آج تک نہیں دیا مگر ضرورتِ شدیدہ کی بناء پر، اِس کے باوجود بغیر کسی ضرورت کے اِس کا اِبتلائے عام ہوتا جارہا ہے، اِن نازک حالات میں ہم اِس کے خلاف آواز اور ایک تحریک اُٹھانا چاہتے ہیں، شریعت کی رُو سے اِس کا کیا حکم ہے ؟ برائے مہربانی مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

اِس سے قبل بھی 1990ء میں تحریکِ حجاب کے جواز پر یہیں سے فتوی لیا گیا جس سے بڑی کامیابی ہوئی، دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اِس تحریک میں بھی کامیابی عطا فرمائے۔

اَلعارض

حکیم فضل الکریم حسینی

مفتی اعظم مدنی دارُالافتاء

عالمی خواتین مدنی مشن، آسام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ العصمة والتوفیق: حامدًا ومصلیًا !

تصویر کشی وتصویر سازی کا حرام ہونا تو آپ کو معلوم ہی ہے، نصوص بھی آپ کے سامنے ہیں، جواہر الفقہ میں مستقلاً ایک رسالہ اِس سلسلہ میں لگا ہوا ہے اُس میں دلائل مذکور ہیں، اِبتلائے عام کی وجہ سے یہ جائز نہیں ہوگا بلکہ حرام ہی ہے، آپ اِس سلسلہ میں اِصلاحی تحریک چلانا چاہتے ہیں، ماشاء اللہ بہت مبارک جذبہ ہے، اللہ پاک پوری کامیابی عطا فرمائے۔ فقط واللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

الاحقر محمود حسن بلند شہری غفرلہٗ

دارُالعلوم دیوبند

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

اَلجواب صحیح

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ ، زین الاسلام قاسمی اِلٰہ آبادی

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

(نائب مفتی دارُالعلوم دیوبند)

تصویر سے متعلق ایک اور فتویٰ

اَز حضرت مولانا مفتی سعید اَحمد صاحب پالن پوری
صدر المدرسین دارُالعلوم دیوبند

حضرت مولانا شیخ حکیم فضل الکریم صاحب الحسینی ،مفتی اعظم مدنی دارُالافتاء، آسام نے حضرت مولانا مفتی سعید اَحمد صاحب پالن پوری مدظلہم سے تصویر کشی کے اِبتلائے عام ہو جانے کی وجہ سے اِس کے جواز وعدمِ جواز کی بابت دریافت کیا، حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے درج ذیل تحریر اِرقام فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم زید مجدکم !..................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے فوٹو کے تعلق سے دریافت کیا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز اور ناجائز ہے تو اَکابر کا عمل اِس سے مختلف کیوں ہے ؟ عام طور پر بڑے بڑے لوگ جلسوں میں اور کانفرنسوں میں بے دھڑک فوٹو کھنچواتے ہیں بلکہ اَب تو بعض بڑے ٹی وی پر بھی آنے لگے ہیں۔

تو اِس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ برصغیر (اِنڈیا، پاکستان اور بنگلہ دیش) کے تمام مفتیان کرام بالاتفاق فتوی دیتے ہیں: کیمرے کا فوٹو بھی حرام ہے، حدیث صحیح میں جس تصویر کی ممانعت آئی ہے، وہ اِس تصویر کو بھی شامل ہے، مصر اور عرب کے بعض علماء اِس میں اِختلاف رکھتے ہیں ، مگر برصغیر کے علماء میں اِس مسئلہ میں کوئی اِختلاف نہیں۔

مگر اُمت کے اَکابر عملی طور پر اپنے مفتیوں کی مخالفت کرتے ہیں، اُن کے ذہنوں میں کیمرے کے فوٹو کی کوئی خاص قباحت نہیں رہی ، یہ ایک بڑا اَلمیہ ہے، میں ہمیشہ

اَکابرین سے عرض کرتا ہوں کہ اگر مسئلہ بدل گیا ہے اور کیمرے کا فوٹو جائز ہوگیا ہے تو پہلے دارُالافتاؤں سے کہو کہ وہ جواز کا فتوٰی دیں پھر فوٹو کھنچواؤ، موجودہ صورت دین کی تضحیک کا سبب ہے، عوام کہتے ہیں کہ لوجی ! مفتی صاحبان یہ فتوی دیتے ہیں اور ''حضرت جیوں'' کا یہ عمل ہے اور جب ایک مسئلہ میں عوام کے ذہنوں سے دین کی قدر و منزلت ختم ہو جائے گی تو دین کے دوسرے شعبوں کا بھی یہی حال ہوگا۔

بلکہ بعض تجارت پیشہ ناعاقبت اَندیشوں نے اَکابرین کے فوٹوؤں کی تجارت شروع کردی ہے، یہاں حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا شبیر اَحمد صاحب عثمانیؒ اور دیگر بہت سے بزرگوں کے فوٹو دھڑلے سے بک رہے ہیں، اِس کا اَنجام کیا ہوگا ؟ اِس کا اَندازہ ہر شخص کرسکتا ہے، اِس لیے اَکابرین سے میری گزارش ہے کہ خدارا دین پر رحم کریں، اگر اُن کے دل میں دین کی کوئی قدر نہیں ہے تو عوام کو تباہ نہ کریں، واللّٰہ یھدی السبیل.

املاہ سعید اَحمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارُالعلوم دیو بند

۲۵ ؍ جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ

اصاب من اجاب

محمد اَمین پالن پوری

خادم دارُالعلوم دیو بند

یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

(جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✡ ✡ ✡

اِنشاء اللہ کہہ لیا ہوتا :

عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ راحت و آرام کے موقع پر اللہ کو بھول جاتے ہیں اور جب کوئی مصیبت یا تکلیف یا کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو اللہ کو یاد کرنے لگتے ہیں اِن لوگوں کی حالت بالکل ویسی ہے جیسے :

''ایک شخص گھوڑا خریدنے جارہا تھا ایک ملنے والے راستے میں مل گئے اُنہوں نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو ؟ کہا کہ گھوڑا خریدنے جارہا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ میاں اِنشاء اللہ تو کہہ لیا ہوتا، کہنے لگے کہ اِس میں اللہ کے چاہنے کی کون سی بات ہے، روپیہ میرے پاس موجود، گھوڑے بازار میں، میں جاؤں گا خرید لاؤں گا، یہ بیچارے خاموش ہوگئے بازار پہنچے گھوڑا پسند کر کے سودا کیا، طے ہوجانے کے بعد روپیہ دینے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا وہاں پہلے ہی کسی گرہ کٹ نے جیب اُڑالی تھی، خالی ہاتھ ہلاتے آرہے تھے، وہی شخص پھر ملے پوچھا کہو بھائی گھوڑا خرید لائے تو کہتے ہیں کیا بتلاؤں اِنشاء اللہ میں بازار پہنچا، اِنشاء اللہ گھوڑا پسند کیا، اِنشاء اللہ سودا طے ہوا، اِنشاء اللہ روپیہ دینے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا، اِنشاء اللہ کسی گرہ کٹ نے جیب کاٹ کر روپیہ اُڑ لیا، اِنشاء اللہ گھوڑا نہ خرید سکا۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۸ ص ۸۱)

جاہل مجیب :

بہت سے لوگ مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، جب اُن سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو اپنی

ناواقفیت کا اِظہار کر دینے کے بجائے اور یہ کہہ دینے کے بجائے کہ پوچھ کر یا دیکھ کر بتاؤں گا، یا تو غلط مسئلہ بتا دیتے ہیں یا پھر سائل کو چکر میں ڈال کر پریشان کر دیتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ایک واقعہ نظر سے گزرا قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں :

''کسی نے ایک معقولی طالب علم سے مسئلہ پوچھا کہ گلہری کنویں میں گر پڑی ہے پاک کرنے کے لیے کتنے ڈول نکالے جاویں، یہ بے چارے نری معقول (منطق وفلسفہ) جانتے تھے فقہ کی خبر نہ تھی۔ اَب آپ نے اپنا جہل چھپانے کے لیے اُس سے پوچھا کہ گلہری جو گری ہے دو حال سے خالی نہیں یا خود گری ہے یا کسی نے گرادی پھر اگر خود گری ہے تو دو حال سے خالی نہیں، دوڑ کر گری یا آہستہ گری، اور اگر کسی نے گرائی ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا آدمی نے گرائی یا جانور نے اور ہر ایک کا جدا حکم ہے تو اَب بتلاؤ کیا صورت ہوئی۔ سائل نے پریشان ہو کر کہا صاحب اِس کی تو خبر نہیں، کہنے لگے پھر کیا جواب دیں، وہ بے چارہ گھبرا کے چلا آیا کہ اِن کی منطق کا کیا جواب دے۔'' (حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ وقعات ص ۱۸۲)

✿ ✿ ✿

بقیہ : اِسلام کیا ہے

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''جس کسی نے کسی ایسی چیز پر دعوی کیا جو واقعہ میں اُس کی نہیں ہے تو وہ ہم سے نہیں ہے اور اُسے چاہیے کہ دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے۔''

اور جھوٹی گواہی کے متعلق ایک حدیث میں ہے :

''حضور ﷺ ایک دِن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ایک خاص اَنداز میں تین دفعہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے۔''

✿ ✿ ✿ (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

حضرت مولانا سیّد محمد اَصلح صاحب اَلحسینیؒ

﴿ حضرت مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

۷/ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ/ ۶/ جون ۲۰۱۴ء بروز جمعہ عصر سے تقریبًا ایک گھنٹہ قبل دارُالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل اور سابق مدرس، جمعیت علمائے ہند کے کارکن، روزنامہ اَلجمعیة دہلی کے سابق اَیڈیٹر، ماہنامہ بینات کراچی کے اِبتدائی دور کے معاون مدیر، اَدیب اور کہنہ مشق صحافی، حضرت مولانا محمد اَصلح صاحب اَلحسینیؒ کا وصال ہوگیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

عصر سے پہلے مجھے اِن کے اِنتقال کی خبر آگئی تھی، عصر کی نماز کے فورًا بعد جامعہ علوم اِسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا رُخ کیا، پندرہ منٹ کی مسافت قادیانی نواز جماعت کی ذرّہ نوازی کی وجہ سے سوا گھنٹے میں طے ہوئی، بحمد اللہ مغرب سے کچھ دیر پہلے جامعہ پہنچ گیا، حضرتؒ کا جسدِ خاکی مدرسہ کے مغربی دروازے سے لایا گیا اور جنازگاہ میں رکھ دیا گیا، مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب غزنوی مدظلہم (سابق اُستاذ دارُالعلوم دیوبند) حال اُستاذ الحدیث بنوری ٹاؤن نے پانچ منٹ کا خطاب فرمایا، اِس کے بعد حضرتؒ کے تلمیذِ رشید حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم نے جنازہ پڑھایا، جنازے کے بعد حضرتؒ کا آخری دیدار کرایا گیا، عشاء کے وقت کراچی کے علاقے گلستانِ جوہر کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خوب خوب اپنی رحمتوں کی اُن کی قبر پر بارش فرمائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین۔

آخری دیدار کے وقت ذہن کی یادداشت نے بیتے ہوئے دِن سامنے کردیے، راقم الحروف نے بچپن سے جن بزرگوں کو وقتًا فوقتًا دیکھا اور اُن کا نام سنا، اُن میں سے ایک حضرت مولانا سیّد محمد اَصلح الحسینی قدس اللہ سرہٗ بھی تھے۔

میرے مرشد اَوّل فدائے ملت حضرت مولانا سیّد اَسعد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہٗ جب کراچی تشریف لاتے تو حضرت مولاناؒ اُن کے ساتھ ساتھ رہتے، ہمارے مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ

جامع مسجد سٹی اسٹیشن اور گھر پر بار ہا آپ کی زیارت حضرت فدائے ملتؒ کے ساتھ ہو جاتی تھی۔ حضرت فدائے ملتؒ کی حیات میں اور اُن کی وفات کے بعد جب بھی میرے مرشدِ ثانی حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی دامت برکاتہم کراچی تشریف لاتے تو اُس موقع پر بھی حضرت مولاناؒ ساتھ ساتھ ہوتے۔

(۱) ہمارے مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کے حفاظ کی تنظیم ''تنظیم القراء والحفاظ'' کی ماہانہ نشست (۱۹۹۴ء) میں مرشدی حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مدظلہم نے خطاب فرمایا تھا، یہ خطاب سٹی اسٹیشن کی مسجد میں ہوا تھا اُس موقع پر میرے جدِ اَمجد حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے حضرت مولاناؒ سے درخواست کی تھی کہ حضرت مدظلہم کے بیان سے پہلے تعارفی کلمات جناب اِرشاد فرمائیں، حضرت مولاناؒ نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی۔

اُس تعارفی بیان میں آپ نے اپنے اُستاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہٗ کا واقعہ اِرشاد فرمایا تھا کہ غالبًا مراد آباد میں ایک جگہ جلسہ تھا جس میں حضرت شیخ الاسلامؒ نے بیان فرمانا تھا، تعارف کرانے والے نے کچھ اِس طرح تعارف کرایا کہ اَب میں جس ہستی کو دعوتِ خطاب دیتا ہوں یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے اِس دُنیا میں بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں، حضرت شیخ الاسلامؒ کھڑے ہوئے اور اِرشاد فرمایا کہ اِنہیں یہ کہنے کا بالکل حق نہیں ہے اِس لیے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جتنی تکالیف برداشت فرمائیں اُتنی تکالیف کسی کو نہیں آئیں۔

(۲) اُستاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ نے حضرت شیخ الاسلامؒ کے ''مرتبہ تصوف'' پر ایک کتاب مرتب فرمائی تھی اور اُس کا مسوّدہ حضرت قاری صاحبؒ کے پاس اِس لیے بھیجا تھا کہ آپ اِسے حضرت مولاناؒ کو دِکھا کر کچھ لکھوا لیجیے، حضرت قاری صاحبؒ نے مجھے حکم دیا کہ حضرت مولاناؒ سے رابطہ کروں اور ملاقات کا وقت طے کروں۔ میں نے حضرت مولاناؒ کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ مولانا کبھی اپنی صاحبزادی کے ہاں گلشن اِقبال میں ہوتے ہیں اور کسی وقت اپنے مکان واقع جہانگیر روڈ تشریف لے آتے ہیں۔ حضرت مولاناؒ نے مجھے تاریخ اور دِن بتادیا کہ اِس دن میں فلاں وقت آجا، میں حاضر ہوا حضرت مولاناؒ

نے بزرگانہ شفقت فرمائی، میں نے مسوّدہ پیش کیا تو بہت دیر تک اُسے دیکھتے رہے پھر اِرشاد فرمایا کہ میں اِسے پڑھ کر مقدمہ لکھوں گا، اِس سلسلہ میں شاید ایک مرتبہ اور حضرت مولاناؒ کی خدمت میں حاضری دی لیکن بعد میں وہ مقدمہ لکھا گیا یا نہیں ؟ اِس کا مجھے علم نہیں، یہ کوئی بیس سال پہلے کی بات ہے۔

(۳) اُستاذِ محترم ڈاکٹر اَبو سلمان صاحب شاہ جہان پوری مدظلہم (جنرل سیکرٹری مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ پاکستان کراچی) نے فروری ۲۰۰۹ء میں فرمایا کہ حضرت مولانا سے وقت لے کر اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا دِل چاہتا ہے، میں نے ۱۰رفروری کو فون کیا تو آپ نے فرمایا : جب چاہو آجاؤ لیکن آنے سے ایک گھنٹہ پہلے فون کر لینا چنانچہ ۱۱رفروری بدھ کے دِن عصر سے پہلے فون کر کے حاضر خدمت ہوئے، آپ بہت خوش ہوئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے کچھ سوالات کیے، حضرت مولاناؒ نے اُن کے جوابات اِرشاد فرمائے، عصر کی اَذان ہوئی تو اِرشاد فرمایا کہ میں اپنی ضعیفی کہ وجہ سے پنج وقتہ نمازوں میں مسجد نہیں جا سکتا، گھر پر ہی نماز پڑھ لیتا ہوں، کبھی کوئی آجاتا ہے تو گھر میں جماعت نصیب ہو جاتی ہے، آج تم آگئے تم نماز پڑھاؤ تاکہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکوں۔

ضعیفی کی یہ حالت تھی کہ جب ہم مہمان خانے میں بیٹھے تھے اور حضرت مولاناؒ اپنے کمرے سے تشریف لائے تو دونوں ہاتھوں سے دیوار پکڑ کر مہمان خانے میں آئے تھے لیکن وارے قدرت ! نماز کھڑے ہو کر پڑھی۔ یہ ہمارے بزرگوں سے ایک روایت چلی آرہی ہے، اَولیاء اللہ کے اِس قسم کے واقعات کتابوں میں کثرت سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مولاناؒ سے اُس مجلس میں جو سنا، وہ یہ ہے :

☆ جمعیۃ علماءِ اِسلام کی تاسیس پر حضرت مولانا شبیر اَحمد صاحب عثمانیؒ کا خطبہ صدارت ''عصرِ جدید'' میں چھپا تھا، حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ نے جب اِسے پڑھا تو مجھے بھی پڑھنے کے لیے دیا، میں نے اُسے پڑھ کر حقارت سے رکھ دیا اور عرض کیا عقل سلب ہوگئی، اَندھے ہو گئے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کو غصہ آگیا، سفر کی حالت میں تھے جب دوپہر کو کھانے کا وقت ہوا تو حضرتؒ نے اَز خود کھانے کا ٹفن اُٹھایا اور کھانا شروع کر دیا، مجھے پوچھا بھی نہیں، اِس سے پہلے سفر میں مجھ سے فرماتے

تھے کہ کھانے کے لیے ٹفن اُٹھاؤ اور دستر خوان بچھاؤ لیکن اِس مرتبہ ایسا نہیں ہوا، میں نے بھی کھانا نہیں کھایا، ٹرین کا سفر تھا جب شام ہوگئی تو مجھ سے بات فرمائی اور اِرشاد فرمایا مولانا عثمانی جس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ پوری دیانت کے ساتھ اُسے اَنجام دے رہے ہیں جو بات اُنہوں نے فرمائی اُسے وہ بہتر سمجھتے ہیں ہمیں اُن کی بات میں شرحِ صدر نہیں، اِس لیے ہم اُن سے اِتفاق نہیں کرتے لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی شان میں بے اَدبی کی جائے، یہ حضرت شیخ الاسلامؒ کا ظرف تھا، اللہ تعالیٰ اُن دونوں اَکابر کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

☆ شیخ التفسیر حضرت مولانا اَحمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے متعلق فرمایا کہ میں نے سترہ حج کیے ہیں، ہر حج میں تمام اَولیاء اللہ کا اِجتماع حضور ﷺ کی سربراہی میں ہوتا ہے، اُن اِجتماعات میں حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے زیادہ بڑا ولی میں نے کسی کو نہیں پایا۔

☆ حضرت مولانا علامہ سیّد سلمان ندویؒ حضرت شیخ الاسلامؒ سے بیعت ہونے گئے تھے، یہ میرے سامنے کی بات ہے کہ اُس موقع پر اِس حدیث پر بحث کی جس میں داڑھی ایک مٹھی ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے سیّد ندوی صاحبؒ کو فرمایا کہ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانویؒ کے پاس جائیے اور اُن سے بیعت کی درخواست کیجئے۔

(۴) یکم مارچ ۲۰۰۹ء اِتوار کی صبح دس بجے حضرت مولاناؒ سے فون پر اِجازت لے کر اُن کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے، حضرتؒ نے اپنے حالات قلم بند کرائے۔

آپ کے آباء و اَجداد مغلوں کے دورِ حکومت سے اُونچے مراتب پر تھے۔ شیر شاہ سوری کے زمانۂ حکومت میں دہلی کے قرب و جوار میں آباد ہوئے، اُنہیں ایک جاگیر بھی مِلی جو ''گلاؤٹھی'' کا علاقہ تھا یہی حضرت مولاناؒ کا وطن تھا۔

۲۶؍محرام الحرام۱۳۳۲ھ/ ۲۰؍دسمبر۱۹۱۳ء جمعرات گلاؤٹھی ضلع بلند شہر میں پیدا ہوئے، ننھیال نے ''محمد اَصلح ''اور منجھلے دادا نے'' آلِ حسن'' نام رکھا،قمری تقویم کے لحاظ سے تاریخی نام ''منظر الاعلیٰ''اور شمسی تقویم سے '''اَفضل الفاضلین'' نکلتا ہے۔آپ کے والد کا نامِ نامی محمد صالح تھا، آپ کے دادا مولانا سیّد محمد حسن صاحبؒ،حضرت مولانا محمد حسین مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے جبکہ آپ کے والد اِمام ربانی حضرت مولانا رشید اَحمد صاحب گنگوہیؒ سے بیعت تھے۔

حضرت مولاناؒ نے اِبتدائی تعلیم سے موقوف علیہ تک ''مدرسہ منبع العلوم'' گلاؤٹھی (جو دارُ العلوم دیو بند سے تقریباً دو سال پہلے قائم ہوا تھا) میں ۱۹۲۷ء تک تعلیم حاصل کی ،اُس کے بعد تین سال مختلف علوم کی تعلیم مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں حاصل کی ،اُس کے بعد دورۂ حدیث شریف کے لیے دارُالعلوم دیو بند تشریف لے گئے اور اپنے وقت کے''جبالِ علم'' سے حدیث شریف کی کتابیں پڑھیں، آپ کے اَساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی، اِعزاز العلماء حضرت مولانا محمد اِعزاز علی اَمروہوی، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی، حضرت مولانا میاں سیّد اَصغر حسین محدث دیو بندی، مولانا محمد اِبراہیم بلیاوی اور حضرت مولانا مفتی ریاض الدین صاحب رحمہم اللہ شامل تھے۔

اَمیر شریعت حضرت مولانا سیّد منت اللہ رحمانی، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن بجنوری (مہتمم دارُالعلوم دیو بند)، حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ لاہوری مہاجر مکی، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی (مصنف چراغِ محمد)، حضرت مولانا قاری عبدالرؤف، حضرت مولانا محمد اَیوب جان بنوری، حضرت مولانا عبد الحنان صاحب رحمہم اللہ آپ کے ہم سبق تھے۔

شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ/ دسمبر ۱۹۳۲ء میں آپ دارُالعلوم دیو بند سے فارغ ہوئے، فراغت کے بعد کچھ عرصہ دیو بند اور دہلی میں رہے، ۱۹۳۵ء میں مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی سے ''مولوی فاضل'' کیا، اِس کے بعد آپ بھوپال میں ''علماء کونسل'' کے رُکن بنا دیے گئے، کچھ عرصہ بھوپال میں قیام کے بعد آپ بہاولپور چلے گئے اور ''اَدیب فاضل'' کا اِمتحان پاس کیا۔

۱۹۳۷ء میں سحبان الھند حضرت مولانا اَحمد سعید صاحب دہلویؒ کی ترغیب سے دہلی میں

قیام کا فیصلہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم میں تاثیر رکھی تھی اور اہلِ علم بھی آپ کی تحریرات کے قدرداں تھے، آپ کی تحریری خدمات ''مؤتمر المصنفین دہلی''، مجلس قاسم العلوم دیوبند، اِستقلال دیوبند (اَخبار)، گل فروش (اَخبار)، ماہنامہ قائد مراد آباد سے خوب ظاہر ہوئیں۔ اِن خدمات کی بنا پر مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ اور حضرت سحبان الهندؒ کے روزنامہ اَلجمعیۃ دہلی کا اَیڈیٹر آپ کو بنادیا، ساتھ ہی حضرت سحبان الهندؒ کے اِدارے ''مؤتمر المصنفین'' اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کے اِدارے ''ندوۃ المصنفین'' میں بطورِ مؤلف اور مترجم خدمات اَنجام دیتے رہے، ۱۹۳۸ء تک آپ دہلی میں رہے، ۱۹۳۸ء میں اَلجمعیۃ کی ضمانت ضبط ہوگئی اور اَخبار بند ہوگیا۔

''جداگانہ وفاق'' کے عنوان سے آپ کا اِداریہ معرکۃ الآراء تھا، اُس میں آپ نے اَنگریز کی تقسیم ہند کی صورت میں منافقانہ پالیسیوں اور تقسیم کے بعد ہندوستان کی جو حالتِ زار (خصوصًا مسلمانوں کی) متوقع تھی اُس کو اپنی سیاسی بصیرت سے واضح فرمایا تھا۔

دسمبر ۱۹۳۸ء میں اَلجمعیۃ کی ضمانت ضبط اور اَخبار کی بندش کے بعد حضرت مولانا اَبوالمحاسن محمد سجاد بہاریؒ نے آپ کو ہفت روزہ ''اَلہلال'' پٹنہ کی اِدارت کے لیے منتخب فرمایا۔ ۱۹۴۰ء تک آپ پٹنہ میں رہے، اُس کے بعد آپ لاہور چلے گئے اور ''زم زم'' میں کام کیا۔ اِس کے بعد کچھ عرصہ ''مدینہ'' بجنور میں کام کیا، اُسی زمانے میں آپ کی اِمام الہند حضرت مولانا اَبوالکلام آزادؒ سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی، آپ خود اِرشاد فرماتے تھے :

> ''مولانا آزادؒ نہایت عالی اَخلاق کے مالک تھے۔ حضرت مولانا اَبوالمحاسن محمد سجادؒ نے مولانا آزادؒ سے آپ کی ملاقات کے لیے وقت لیا، جو صبح آٹھ بجے کا تھا اور آپ کو یہ بتلا دیا کہ ''مولانا آزادؒ وقت کے بہت پابند ہیں'' آپ کو بھی پابندی کرنی ہوگی، مولانا آزادؒ نے دس منٹ کا وقت دیا تھا مگر مولانا اَبوالمحاسنؒ نے آپ کو یہ نہیں بتلایا تھا، اُن کے گھر کے لان میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں، آپ جا کر وہیں بیٹھ گئے اور مولانا آزادؒ ٹھیک آٹھ بجے تشریف لے آئے، علیک سلیک کے

بعد مولانا آزادؒ نے آپ سے ملاقات کا مقصد پوچھا ،آپ نے عرض کیا :
''صرف زیارت'' اِس پر مولانا آزادؒ بڑی دیر تک جزاک اللہ کہہ کر شکریہ اَدا کرتے رہے، اِس کے بعد مولانا آزادؒ ایک نہایت مشفق اُستاذ کی طرح آپ کو سیاسیات کا ایک طالب علم سمجھ کر سمجھاتے رہے اور آپ اُس وقت تک اُن کے پاس بیٹھے رہے جب تک خادم نے اَندر سے آواز نہ دے دی کہ جی کھانا حاضر ہے، کیا میں کھانا لگا دُوں ؟ دس منٹ کی ملاقات پانچ گھنٹے پر محیط ہوگئی۔''

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۸ء تک آپ دارُالعلوم دیوبند میں فارسی کے اُستاذ رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کو پاکستان آنا پڑا، آپ کی ہمشیرہ بیمار تھیں اُن کی عیادت کے لیے آئے تھے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے، آپ کے پاکستان آنے کے بعد ایک سال تک ''عہدۂ مدرس'' قائم شد، جب واپسی نہیں ہوئی تو کسی اور کا اِس عہدہ پر تقرر کر دیا گیا۔

حضرت مولانا محمد اِدریس میرٹھیؒ کے ''اِدارہ شرقیہ'' میں مدرس رہے، ۱۹۴۹ء میں ریڈیو پاکستان سے منسلک ہوگئے، ۳۲ سال ریڈیو پاکستان میں کام کیا اور اِسلامی موضوعات پر لکچر دیے، عربی اور فارسی براڈ کاسٹنگ کے فرائض اِس کے علاوہ تھے، ۱۹۶۵۔۱۹۶۴ء میں ماہنامہ بینات کراچی سے بھی منسلک رہے، ۱۹۸۰۔۱۹۷۹ء میں تبلیغی کالج (مفتی محمودؒ) سے منسلک رہے۔

آپ کی مؤلفات اور تراجم میں جو نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں :

(۱) دارُالتصنیف (تبلیغی کالج) کے تحت قرآنِ مجید کا اَنگریزی ترجمہ (۲) اِسلامی تمدن اور یورپین تہذیب (۳) اِمام شافعیؒ کا علمی سفر (۴) تاریخ مذاہبِ فقہ (۵) اِسلامی تصوف (۶) خلفائے راشدینؓ (۷) شریعت بل اور لیگ (۸) صبح اِسلام (۹) اَلمنجد (مترجمین کی کمیٹی میں آپ بھی تھے)۔

آپ کو لکھنے کا کتنا ملکہ حق تعالیٰ شانہٗ نے عطا فرمایا تھا ؟ کچھ اِس سے اَندازہ لگایا جا سکتا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں :

''مولانا اَختر اِسلام صاحب مدیر مجلّہ قائد مراد آباد ایک عرصہ سے مضمون کے لیے

اِصرار کررہے تھے لیکن زمانے کی ستم ظریفی کہوں یا طبیعت کی پراگندگی کہ دو ڈھائی سال کے مسلسل تقاضوں کے باوجود آج تک اپنے اِس محترم کے اِرشاد کی تعمیل نہ کی جاسکی اور بالآخر اُنہی تقاضوں نے اُس طرف خفگی اور اِس طرف حجاب کی صورت اِختیار کرلی، اِس مرتبہ قسمت نے جمعیت کے اِجلاس جونپور پہنچادیا، حجاب وخفگی کی مِلی جلی فضا میں مولانا سے بھی ملاقات ہوگئی اور اِسی ملاقات کے نتیجہ میں آج کئی دِن سے مرادآباد میں نظر بند ہوں۔

اَختر صاحب کا فیصلہ ہے کہ جب تک میں ایک عدد مضمون لکھ کر اُن کے حوالے نہیں کردُوں گا اُس وقت تک مجھے اپنی آزادی کے متعلق اشادادی نہ ہونا چاہیے۔ تجویز ترمیم کی دسترس سے گزر چکی ہے، خوف ہے کہ کسی مزید ترمیم کا نوٹس لاٹھی چارج کے سامراجی حکم کے لیے وجہ جواز نہ بن جائے، ناچار تعمیلِ حکم کررہا ہوں اور اِس بے کسی و بے چارگی کے عالم میں کررہا ہوں کہ تاریخ کی دو ایک کتابوں کے علاوہ مطالعہ کے لیے کچھ میسر نہیں ہے۔'' (قائد، جولائی ١٩٤٠ء ص ٩)

آپ اَندازہ کیجیے کہ کس حالت میں مضمون لکھا ہوگا ؟ صرف سرسری نہیں بلکہ میرے پیشِ نظر اِس مضمون کی پہلی قسط پندرہ صفحات، دُوسری قسط سات صفحات پر ہے، اللہ جانے کہ کتنی اقساط میں یہ مضمون مکمل ہوا ہوگا ؟ مضمون کی باقی قسطیں نظر سے اَوجھل ہیں۔ مضمون کا عنوان ''کاروانِ اِسلام ہندوستان کے غربت کدہ میں'' ہے، جو نہایت اہم ہے۔ اِس رسالے میں حضرت کے اَدبی شہہ پارے میں بھی ہیں۔ ایک ''جنگ کے دو چہرے'' کے عنوان سے اور دُوسرا ''اَمن کے دو چہرے'' کے عنوان سے۔

آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا عبید اللہ اَنور (جانشین حضرت مولانا اَحمد علی لاہوری)، حضرت مولانا نصیر اَحمد خاں صاحب (سابق صدر مدرس دارُالعلوم دیوبند)، پروفیسر مولانا محمد ولی رازی (ہادیٔ عالم) کے نام نمایاں ہیں۔

حضرت مولاناؒ، حضرت شیخ الاسلامؒ سے بیعت ہوئے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفۂ مجاز

حضرت مولانا پیر خورشید اَحمد صاحب ہمدانیؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے، اِس کے علاوہ اور بہت سے بزرگوں نے آپ کو خلافت دی لیکن یہ درست نہیں کہ آپ حضرت شیخ الاسلامؒ کے خلیفہ ہیں، یہ بھی درست نہیں کہ آپ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ سے اِجازت حاصل ہے۔

جنوری ۲۰۱۲ء روزنامہ اِسلام میں چھ اقساط میں حضرت مولاناؒ پر ایک صاحب (م۔ن، حسن) کا مضمون شائع ہوا تھا، اُس میں یہ باتیں موجود ہیں جس سے یہ مضمون قابلِ اِعتبار نہیں رہا، وہ مضمون صرف ایک صاحبِ دیانت کو ثابت کرنے کے لیے پھیلایا گیا تھا جن کو اُن کے خلفاء میں بھی شامل کیا گیا تھا جبکہ اُن کا مسلک دیوبند سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

آپ کے خلفاء میں نامور ماہر اِقبالیات جناب اَمیر اَحمد صاحب عثمانی، حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مد ظلہم، حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین صاحب شامزئیؒ، مولانا اَبو عمر محمد حنفی، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم صاحب چشتی مد ظلہم، حضرت مولانا مفتی لئیق اَحمد صاحب اَسعدی مد ظلہٗ، ڈاکٹر محمد عامر صاحب آرائیں، مولانا شبیر اَحمد صاحب مدنی اور دیگر علماء شامل ہیں۔

حضرت مولاناؒ کو حضرت شیخ الاسلامؒ اور اُن کے خانوادے سے عقیدت و محبت تھی اِسی طرح خانوادۂ مدنی بھی اُن کا اِکرام کرتا تھا، مرشدی حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مد ظلہم (صدر جمعیت علمائے ہند) چند سال قبل پاکستان تشریف لائے تو حضرت نے مجھ سے اِرشاد فرمایا کہ اِس سفر میں کراچی صرف تین شخصیتوں کہ وجہ سے آیا ہوں، ایک حضرت مولانا سیّد محمد اَصلح الحسینی، دُوسرے حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب اور تیسرے ڈاکٹر اَبو سلمان شاہ جہان پوری۔

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب غزنوی مد ظلہم حضرت مولاناؒ کے جنازے کے موقع پر بیان میں فرما رہے تھے کہ میں اَبھی حال (مئی ۲۰۱۴ء) میں دیوبند گیا تو سب سے پہلے حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مد ظلہم نے حضرت مولاناؒ کی خیریت دریافت فرمائی تھی اور واپسی میں کچھ ہدایا حضرت مولاناؒ کے لیے دیے تھے جس میں خصوصی طور سے دیوبند کا عطر بھی تھا جب وہ حضرت مولاناؒ کو پیش کیا گیا تو حضرتؒ نے بڑے تپاک سے اِسے قبول فرمایا، وہ عطر زندگی میں تو نہیں لگا سکے، اِس لیے

کہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں تھے لیکن اِنتقال کے بعد وہ عطر آپ کے کفن پر اِستعمال کیا گیا۔

آخر میں حضرت مولاناؒ کے نام حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کا ایک گرامی نامہ درج کر رہا ہوں جو حضرت مولاناؒ نے میری خواہش پر مجھ کو عطا فرمایا تھا اور اِسی پر مضمون ختم کرتا ہوں۔

مکتوبِ گرامی

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج شریف۔ آپ کے متعدد والا ناماجات خوش کن اور اَندوہ اَفگن ہر طرح کے آئے، میرے عزیز رنج کرنا نہایت غلطی ہے، ﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ o لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ﴾ تقدیراتِ اِلٰہیہ میں چوں چراں رنج وغم کرنا نہایت غلطی ہے ہم کو اَسباب میں کوشش کرنی چاہیے ناکامی ہو تو کبیدہٗ خاطر نہ ہونا چاہیے، اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے تو دُوسرا کھلے گا جس نے پیدا کیا ہے رزق دے گا۔

اپنے اَفعال و اَقوال شریعت اور سنتِ نبویہ (علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ) کے مطابق کیجئے، وہیں رہ کر مشاغلِ علمیہ میں مشغول ہوجیئے۔ حضرت قاضی ... صاحب کے زیرِ نظر بہت سے مدارس ہیں، بلا تنخواہ کتابیں پڑھایئے تا آنکہ لیاقت درست ہوجائے۔

صبر کن حافظ بسختی روز و شب عاقبت روزے بیابی کام را

جناب قاضی صاحب زید مجدہم اور مولانا ریاض الدین صاحب کی خدمت میں میرا سلام اور اِستدعاءِ دُعا عرض کردیں، دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمایئے۔

والسلام

ننگِ اَسلاف حسین اَحمد غفرلہٗ

۱۰ رشعبان ۱۳۵۵ھ/ ۲۷ راَکتوبر ۱۹۳۶ء

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

جامعہ مدنیہ جدید کے 174 طلباء نے وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ اِمتحانات میں شرکت کی جس میں مجموعی طور پر جامعہ کا رزلٹ 69 فیصد رہا جبکہ دورہ حدیث شریف کے ایک طالب علم محمد اللہ ولد ولایت خان نے صوبہ پنجاب میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

وفیات

۵؍ جولائی کو جامعہ مدنیہ جدید کے بواب عبدالعزیز کی اہلیہ اَچانک وفات پا گئیں۔

تاخیر سے موصولہ خبر کے مطابق جناب محمد اعظم صاحب صدیقی کے بڑے بہنوئی کراچی میں وفات پا گئے۔

۱۷؍ جولائی کو جناب نوید رضا صاحب کی نانی صاحبہ ۸۵؍ برس کی عمر پا کر طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۲۱؍ جولائی کو حضرت مولانا نافع گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی طویل علالت کے بعد پشاور میں اِنتقال فرما گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور